

صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 21 جون 2007ء بمطابق 5 جمادی الثانی 1428ھ صبح دس بجکر تیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، بخت جہاں خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ

"لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ ءَامَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَءَاتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ
وَأَهْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَءَاتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا
وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ
(ترجمہ:-) ارشاد ہے۔ نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کو (قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی
یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور
مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور
گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ اور جب عہد کر لیں تو اس کو
پورا کریں۔ اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (ایمان
میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (خدا سے) ڈرنے والے ہیں۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: جن معزز اراکین کی طرف سے رخصت کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں، وہ میں بغرض منظوری ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں، اسمائے گرامی ہیں: جناب میاں نثار گل صاحب، ایم پی اے، آج اور کل کیلئے؛ جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب، وزیر مال، 20 تا 23 جون؛ محترمہ رفعت اکبر سواتی صاحبہ، ایم پی اے، آج اور کل کیلئے؛ جناب امیر زادہ خان صاحب، ایم پی اے، آج سے 23 جون تک کیلئے تو

Is it the desire of the House that the leave may be granted?
(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave is granted.

محترمہ شگفتہ ناز: سپیکر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

تعزیت

محترمہ شگفتہ ناز: سپیکر صاحب! ہمارے جو اٹھائیس پختون بچے شہید ہوئے شمالی وزیرستان میں اتحادی افواج کی بمباری کے نتیجے میں اور جس واقعے کو دوسرا رنگ دیا جا رہا ہے، میں ان کیلئے دعائے مغفرت کی درخواست کرتی ہوں کہ ایوان میں دعا کروائی جائے۔

جناب سپیکر: مولانا امان اللہ حقانی سے درخواست ہے کہ وہ اس بارے میں۔۔۔۔۔

محترمہ زبیدہ خاتون: سپیکر صاحب! اسی کے ساتھ Related ہے کہ میاں رفیق صاحب جو کہ ہمارے

بہت سینئر ایڈیٹر ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جی، میاں رفیق صاحب کی صاحبزادی انتقال کر گئی ہے "خبریں" اخبار والا۔

محترمہ زبیدہ خاتون: ان کی بچی وفات پا چکی ہے تو اگر اس کیلئے بھی۔۔۔۔۔

سید مرید کا ظم شاہ: سر! یہ پشاور اور چارسدہ میں جو دھماکے ہوئے، ان میں جو شہید ہوئے ہیں، ان کیلئے بھی دعا کر لیں۔

جناب سپیکر: ہاں، سب کیلئے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

سانحہ شمالی وزیرستان کی مذمت

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! ایک عرض ہے۔ عرض دا کوم جی چہ پہ دعا گانو خومونر سترے شو نو پکار دا دہ چہ یوریزولیشن پاس کرو چہ پہ وانا کبن، وزیرستان کبن چہ کومہ بمباری کیری او بھر نہ راکتے راخی نو دا پکار دہ چہ مونر Condemn کرو، ولے چہ زمونر د حکومت چہ کومہ خپلہ Sovereignty دہ، دا پہ ہغے باندے حملہ دہ۔ دا مسلمانان دی او پښتانه ہم دی، دوئی ہمیشہ بہ داسے مری او مونر بہ دعا کوؤ او خبرہ بہ ختمہ شی؟ زما خو دا خواست دے چہ دے سلسلہ کبن خہ تائم مونر دا ریزولیشن اولیکو او دا Condemn کرو چہ ولے دا زیاتے کیری؟

جناب شاہ راز خان (وزیر خزانہ): جناب سپیکر صاحب! زما ہم دا خوبنہ دہ جی، مونر د بشیر بلور صاحب د خبرے حمایت کوؤ چہ دا کوم بمباری کیری او حقیقت دا دے چہ پاکستانیان، د پاکستان فوج وائی چہ دا مونر کپی دی خو دا دوئی نہ وی کپی، د بھر نہ حملے کیری او زمونرہ Sovereignty او زمونر Integrity پہ داؤ لگیدلے دہ نو پکار دا دہ چہ پہ دے باندے یو مشترکہ قرارداد راشی نو دا بہ بنہ وی۔

جناب سپیکر: مولانا فضل علی صاحب۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر صاحب! زہ یو وضاحت کول غواړم۔
جناب سپیکر: جی۔

جناب سپیکر: جناب مرید کاظم صاحب۔

جناب سپیکر: یہ آپس میں آپ لوگ بیٹھ کر، مطلب یہ ہے قرارداد کو ڈرافٹ کر لیں، پھر جی؟

محترمہ زبیدہ خاتون: سپیکر صاحب!

جناب عبدالاکبر خان: جناب والا! یہ پانچویں دفعہ ہے کہ میں اٹھتا ہوں اور آپ-----

جناب سپیکر: جی!

جناب عبدالاکبر خان: پانچویں دفعہ ہے کہ میں اٹھتا ہوں-----

جناب سپیکر: اصل میں آپ کو بہت زیادہ جلدی ہے، تلاوت ہوئی اور ترجمہ نہیں ہوا کہ آپ اٹھ گئے تو تھوڑا صبر سے کام لیں نا۔ نہیں، نہیں۔ (قہقہہ)

محترمہ زبیدہ خاتون: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ زبیدہ خاتون: سپیکر صاحب! پہ شمالی وزیرستان کبں چہ کوم ظلم شوے دے، د ہغے د پارہ مطلب دا چہ زمونہ د معمول کارروائی چہ دہ، ہغہ د قرارداد پہ شکل کبں بیشکہ پیش شی خود دے نہ زیات زما دا تجویز دے چہ د تہولو ایم پی ایز یو احتجاجی جلوس د لا رشی او امریکن ایمبسی تہ دخیل یادداشت پیش کری۔

جناب سپیکر: جی، داستا سو خبرہ دہ۔ جناب-----

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، اجازت دے؟

جناب سپیکر: بالکل شتہ۔

نکتہ اعتراض

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یو جناب سپیکر۔ کل اسمبلی میں، میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اور چیئر نے اس پر ہدایت دی تھی کہ ایڈوکیٹ جنرل کل اسمبلی میں آئیں گے اور اسمبلی میں Point of

view پیش کریں گے اور Explain کریں گے تو میں دیکھ رہا ہوں کہ ایڈوکیٹ جنرل صاحب ادھر موجود نہیں ہیں اور آپ نے کل اس پروٹوکول بھی دی تھی کہ وہ آئیں گے اور یہاں پر بات کریں گے۔

جناب سپیکر: اچھا، یہ ایڈوکیٹ جنرل صاحب کی طرف سے لیٹر آیا ہے، انہوں نے تھوڑی سی اپنی معذوری ظاہر کی ہے جو کہ میں نے Accept کی ہے تو مطلب یہ ہے کہ کسی اور دن بلا لیں گے ان کو۔

جناب عبدالاکبر خان: بات یہ ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ پوری ٹیم ہوتی ہے، ایڈوکیٹ جنرل ہوتا ہے، ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل ہوتا ہے، اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل ہوتا ہے، ڈپٹی ایڈوکیٹ جنرل ہوتا ہے تو اگر ایڈوکیٹ جنرل صاحب کسی کام کی وجہ سے یا کسی مصروفیت کی وجہ سے نہیں آ سکتے تھے یا وہ ٹائم مانگتے تھے تو اسمبلی میں آکر یہاں پر کہہ دیتے کہ مجھے ٹائم دیدو اور پھر Explain کر دیتے۔

جناب سپیکر: اصل میں جو Proceeding میں حصہ لے سکتا ہے عبدالاکبر خان، 111 کے تحت آپ کو معلوم ہے۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: مجھے پتہ ہے لیکن Additional Advocate General is also, when Advocate General is not present, he is also an Acting Advocate General. وہ کورٹ میں بھی جاتا ہے، سر۔

جناب سپیکر: نہیں جی، وہ Participate نہیں کر سکتے، وہ نہیں کر سکتے۔

جناب شاہ راز خان (وزیر خزانہ): جناب سپیکر صاحب! زما عرض ہم دا دے جی چہ چونکہ د ایڈوکیٹ جنرل صاحب د طرفہ معذرت راغلے دے، د یو دوہ درے ورخو د پارہ چہ ہغہ وائی چہ زما مصروفیت دے، زہ نہ شم راتلے او خبرہ ډیرہ زیاتہ داہمیت خبرہ دہ، کہ اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل یا ډپٹی ایڈوکیٹ جنرل، د ہغوی دا استحقاق نہ دے چہ ہغوی راشی اسمبلی کبن کبنینی یا ہغوی خبرہ اوکری نو زما عرض دا دے چہ تاسو کومہ خبرہ کرے دہ، ہغہ خولکہ ٲول هاؤس

آنر کرے دہ خو صرف د دے خبرے انتظار دے چہ د ہغوی خپل مصروفیت دے ،
 ہغوی Written رالیولے دے چہ زما مصروفیت دے او ہغہ چہ انشاء اللہ د
 مصروفیت نہ فارغ شی، بیابہ راخی۔

شہزادہ محمد گستاپ خان: سر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: کیوں اجازت نہیں ہے؟

شہزادہ محمد گستاپ خان: اصل میں سر، جب پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا تھا، ہم نے تو آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ رولنگ دیں۔ آپ نے اپنی Assistance کیلئے ایڈوکیٹ جنرل کو ہدایت کی تھی کہ وہ آج کے دن یہاں پر حاضر ہوں تاکہ اس پر Further غور کیا جائے۔ اب یہ پوائنٹ ہے سر، کل بھی اس پر کافی بحث ہوئی ہے کہ ہاؤس Complete نہیں ہے ڈپٹی سپیکر کے الیکشن کے بغیر اور یہ جتنی کارروائی ہے، اب اپوزیشن کا یہ Stance ہے کہ یہ کارروائی Invalid ہو جاتی ہے اور ایک Invalid کارروائی میں کیسے یہ اسمبلی جاسکتی ہے؟ اسی لئے آپ نے اس وضاحت کیلئے قانونی Assistance مانگی تھی تو صرف ایک یہ پوائنٹ آجاتا ہے کہ ہم چاہتے تھے کہ اس Proceedings میں حصہ لیں لیکن ضابطے کے مطابق۔ دوسری بات یہ آجاتی ہے سر، کہ A person not less than a Speaker، ہم نے بلایا ہے، ہم نے نہیں بلایا۔ نہ ہم نے استدعا کی تھی کہ آپ ایڈوکیٹ جنرل کو بلا لیں۔ آپ نے اپنی Assistance کیلئے بلایا ہے اور فلور آف دی ہاؤس پر آپ نے یہ بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسے کوئی مصروفیت بھی تھی، وہ حاضری اپنی یقینی بناتے، ہاؤس میں استدعا کرتے اور وہ کہتے کہ نہیں یہ ہاؤس کی استطاعت کا مسئلہ ہے، وہ درخواست کرتے کہ میں مصروف ہوں یا مجھے کچھ مہلت چاہیے تو ہاؤس اسے مہلت دیدیتا۔ ہم یہ اعتراض کبھی نہ کرتے اس بات پر لیکن ہم چاہتے تھے کہ ہاؤس میں ان کی حاضری ہو کیونکہ آپ نے حکم دیا تھا تو اس میں سر، مجھے لگتا نہیں ہے کہ کوئی Seriously حکومت اسے لے رہی

ہے۔ اگر ایڈوکیٹ جنرل حاضر ہوتے تو یقیناً ہم انہیں موقع دیتے، ایک دن دیتے، دو دن دیتے لیکن حاضری ضروری تھی سر۔

جناب محمد ادریس (وزیر بلدیات): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، سردار ادریس صاحب۔

وزیر بلدیات: جناب سپیکر! کل جس طرح آپ نے ایڈوکیٹ جنرل کو یہاں پر دعوت دی تھی کہ Constitutional matters پر وہ اپنی رائے یہاں پر دیں۔

جناب سپیکر: میں نے دعوت نہیں، میں نے طلب کیا تھا۔

وزیر بلدیات: طلب کیا تھا اور جناب سپیکر، آپ نے اس کی Application آج Accept کر لی۔

Application accept کرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے Accept کی ہے نا، وہ تو اس پہ۔۔۔۔

وزیر بلدیات: دوسری بات، جہاں تک یہ کہتے ہیں کہ ہاؤس Incomplete ہے، آپ دیکھ لیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، جب ان کی رائے آجائے گی تو پھر وہ۔۔۔۔

وزیر بلدیات: ان کی رائے آجائے گی، میں سمجھتا ہوں کہ ذرا، یہ دو تین، یہ سینیٹ کے اندر ڈپٹی چیئرمین کی بھی کافی عرصہ تک پوسٹ خالی رہی ہے اور وہ بھی اس کے بعد Fill ہوئی ہے اور کل جیسا کہ بتایا گیا تھا کہ ہاؤس Incomplete نہیں ہوتا، ہاؤس Complete ہوتا ہے اور یہ ساری کارروائی اس کے بعد

شہزادہ محمد گستاپ خان: ہم سینیٹ کے ساتھ مقابلہ نہیں کر رہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: Let us proceed further. سردار ادریس صاحب! بیٹھیں۔

شہزادہ محمد گستاپ خان: ہم سینٹ کے ساتھ مقابلہ نہیں کر رہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب! یہ بجٹ پر۔۔۔۔۔

شہزادہ محمد گستاپ خان: یہ میں معذرت سے کہوں گا کہ اس پر ہمیں بات بھی نہیں کرنے دی جا رہی تو اس

پر سر، ہم اس Proceeding کا حصہ نہیں بنتے، ہم واک اوٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن اراکین نے علامتی واک اوٹ کیا)

جناب سپیکر: محترمہ صابرہ شاکر صاحبہ بجٹ پر تقریر کا آغاز کریں۔

بجٹ برائے سال 2007-08 پر عام بحث

محترمہ صابرہ شاکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ اگر پورے سال میں کسی اجلاس کو سب سے زیادہ اہمیت ملتی ہے تو وہ بجٹ کا اجلاس ہوتا ہے کیونکہ اسی پر سب کے مستقبل کا دار و مدار ہوتا ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ ہم ذرا روایت سے ہٹ کر ایک Pre-Budget اجلاس کر دیتے، اس میں حکومت کو ہم کچھ تجاویز دے دیتے تو حکومت کے ان مسائل کا تدارک ہو جاتا اور اچھی تجاویز کو حکومت اپنی New بجٹ میں شامل کر لیتی۔ خیر، یہ ایک ایسا بجٹ تھا جس نے، ہم کہتے ہیں کہ عوام کو مایوس نہیں کیا بلکہ حیرت میں ڈال دیا۔ حیرت میں، میں اسلئے کہہ رہی ہوں کیونکہ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ سال چونکہ انتخابات کا سال ہے تو انتخابات کو مد نظر رکھ کر یہ بجٹ بنایا جائے گا لیکن ہماری ایم ایم اے کی سیاسی قوت کا اندازہ ہی ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں، کسی بھی سیاسی قوت کو ہم تب ہی صحیح کہتے ہیں جو دکھاوے کے کام نہ کرے۔ ہمارے بجٹ اجلاس میں ایسا کوئی دکھاوے کا کام نہیں ہوا بلکہ جو پرانا ایک سسٹم یا جو بھی منصوبے تھے، انہی منصوبوں کو آگے چلایا گیا ہے۔ لہذا اس بجٹ کو اس لحاظ سے بہترین بجٹ ہم کہہ سکتے ہیں اور باقی جن جن نئے منصوبوں کا اعلان کیا گیا ہے، میری خواہش ہے بلکہ امید کامل ہے کہ ہماری حکومت کو شش کرگی کہ جلد از جلد ان منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائے لیکن سب سے بڑا مسئلہ جس کے بارے میں، میں تجاویز پیش کرنا چاہتی ہوں، ہمارے ملک کا

سب سے بڑا مسئلہ میرے خیال میں نہ تو غربت ہے اور نہ ہی مہنگائی ہے بلکہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ مانیٹرنگ سسٹم ہے جس کی وجہ سے یہ دونوں مسائل آج ہمارے سامنے کھڑے ہیں اور سب سے بڑھ کر ایجوکیشن سیکٹر کو جب ہم لے لیتے ہیں تو ہمارے بجٹ میں اس دفعہ 99% اضافہ ہو گیا ہے ایجوکیشن سیکٹر میں لیکن اگر ہم مانیٹرنگ سسٹم کو دیکھ لیں تو 99% جب ہم اضافہ کرتے ہیں تو 99% کو اگر ہم صرف مانیٹرنگ پر ہی لگا دیں تو ہم 90% جو ہمارا بجٹ ہے، اس کو Safe کر سکتے ہیں، Otherwise اس 99% سے وہ سارا بالکل خراب ہو جائے گا۔ اگر ہم دیکھ لیتے ہیں کہ گورنمنٹ نے دو سو روپے اضافے کا کہا ہے یا مختلف سپیشل الاؤنسز کے بارے میں کہا ہے تو یہ سب کچھ جو ہے نا، یہ میں تو سمجھتی ہوں کہ کرپشن ہی کی نذر ہو جائے گا۔ لہذا گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ 99% پورا صحیح طریقے سے سخت ترین مانیٹرنگ پر لگا دیں۔ اب جس طرح Hard areas کے بارے میں کہا گیا ہے کہ Hard area میں ٹیچرز کو زیادہ سپیشل الاؤنس دیا جائے گا، ٹھیک ہے، بہت اچھی بات ہے لیکن اس سپیشل الاؤنس کے باوجود جو ٹیچرز نہیں پڑھاتے، جو کرپشن کرتے ہیں، ان کی اس غفلت کی وجہ سے ان پر کیا چیک اینڈ بیلنس رکھا جائے گا؟ اس کیلئے جس پر سب سے زیادہ چیک اینڈ بیلنس رکھنا چاہیے، وہ ہمارا ای۔ ڈی۔ اوز طبقہ ہے، ای۔ ڈی۔ اوز طبقہ جو ہے، خاص کر خواتین کو سب سے زیادہ جو مسئلہ ہے تو وہ Conveyance کا مسئلہ ہے، اگر ہماری خواتین کو Conveyance کی سہولت دی جائے تو یہ بہانہ ختم ہو جائے گا۔ ای۔ ڈی۔ اوز پر سختی ہو تو ڈیپارٹمنٹس خود بخود ڈھیک چل سکتے ہیں اور یونین کونسل کی سطح پر جو Appointments ہوئی ہیں لیکن اس پر سختی سے عملدرآمد نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے ہمارے علاقوں میں ابھی بھی ایجوکیشن کے انہی مسائل کا سامنا ہے جو شروع سے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ ہمارا ایک ٹیچر دور کے دوسرے علاقے میں نہیں جاسکتا تھا اور یونین کونسل کی سطح پر Appointments پر ہم نے زور اسلئے دیا تھا کہ اپنے علاقے کے ہمارے ٹیچر ز ہوں تاکہ وہ چل سکے لیکن ان سے ذرا بھی سختی نہیں کی گئی، کوئی مانیٹرنگ سسٹم صحیح طریقے سے نہیں بنایا گیا۔ پرائمری سکولوں کے

ٹیچرز کے سروس سٹرکچر کی واقعی شدید ضرورت ہے جس کی طرف حکومت اپنی توجہ کرے اور جوان کا دیرینہ مطالبہ بھی ہے۔ سب سے بڑی خرابی، میں کہتی ہوں کسی بھی گورنمنٹ کی جو ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ ہم دس لاکھ کی ایک عمارت تو کسی جگہ کھڑی کر سکتے ہیں مگر وہی زمین ہم ایک لاکھ روپے میں نہیں خریدتے اور اس کو غلامی اور محکومی کے ہی حوالے کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ عمارت تو کھڑی ہو جاتی ہے لیکن وہاں پر کوئی پرسان حال اس کا نہیں ہوتا لہذا گورنمنٹ اس طرف بھی توجہ دے۔ ایک حکومت کیلئے صرف یہی نہیں ہوتا کہ وہ صرف گورنمنٹ سکولوں کی طرف ہی توجہ دے بلکہ ہماری گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ پرائیویٹ سکولوں کا بھی بہت ہی خیال رکھے اور میں چاہتی ہوں کہ اس طرف زیادہ توجہ دی جائے کیونکہ پرائیویٹ سکولوں کا جو نصاب ہوتا ہے اس پر بہت چیک اینڈ بیلنس ہونا چاہیے کہ وہ کس Type کا نصاب پڑھا رہے ہیں؟ ابھی Recently ایک سکول کا نام لیا گیا ہے، "لاہور گرامر سکول" اس کا نام لیا گیا ہے کہ وہاں پر بعض ٹیچرز کو Terminate کیا گیا ہے Just because of this کہ وہ لوگ نقاب اوڑھ کر آتے تھے، وہ سکالر کیوں پہنتی تھیں؟ اور وہاں پر اسلامیات کا جو سبیکٹ ہے، اس کے کوئی مارکس نہیں ہوتے۔ حیات آباد فیئر 6 میں یہ سکول ہے اور وہاں پر اس کے کوئی مارکس نہیں ہوتے، اس کو ایسا ایک عام، بس اس کے طور پر، وہاں اسلامیات پڑھائی نہیں جاتی ہے۔ لہذا ایجوکیشن سیکٹر کو چاہیے کہ وہ ہمارے پرائیویٹ سکولوں پر چیک اینڈ بیلنس ضرور رکھے کہ وہ کس Type کا نصاب پڑھا رہے ہیں؟ اور کس Type کی ہمیں ایجوکیشن دے رہے ہیں؟ اگر ہم صحت کے شعبے میں دیکھتے ہیں تو وہاں پر بھی 99% اضافہ تو ہوا ہے اور بہت سی آسامیاں بھی پیدا کی گئی ہیں، بی۔ ایچ۔ یوز کو ماہانہ 25 ہزار روپے تو دیدیئے گئے لیکن جب ڈاکٹر ہی نہیں ہوگا تو ان دوائیوں کا، مجھے سمجھ نہیں آتی اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ بہر حال، یعنی بہت سے ایل۔ ایچ۔ ڈیلیوز کی تعیناتی تو کی ہے لیکن پہلے پرانے ایل۔ ایچ۔ ڈیلیوز کے Problems تو آپ Solve کریں کہ ان بیچاروں کو تو تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں، ان کو انہی پرانی تنخواہوں پر رکھا گیا ہے، کوئی پرسان حال نہیں

ہے، اس کو ٹھیک کریں، آگے پھر ٹھیک ہو جائے گا اور ایل۔ آر۔ ایچ کو، میں تو کہتی ہوں اتنا فنڈ دیا گیا ہے کہ میں Pages پڑھتی جا رہی تھی اور ایل۔ آر۔ ایچ، ایل۔ آر۔ ایچ اور حالت ان کی یہ ہے، میں تو کہتی ہوں کہ صوبہ سرحد وہ واحد صوبہ ہے جہاں پر، پورے باقی صوبوں میں لوگ ہمیشہ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے ڈرتے ہیں اور ہمارے ہاں پولیس ڈیپارٹمنٹ اتنا خطرناک نہیں ہے جتنا ڈاکٹر طبقہ ہمارے لئے خطرناک بنتا جا رہا ہے۔ لہذا ان کی اخلاقی تربیت پر خدا را آپ لوگ ذرا توجہ دیں جو ان کے اخلاق ہیں، ایک ایسا سیل بنائیں کہ ذرا بھی شکایت پر ان ڈاکٹرز کو Terminate کریں، Otherwise یہ Hospitals بالکل خالی ہو جائیں گے یا پھر آپ سارے جانوروں کے Hospitals کھول دیں۔ آپ کو ایک اور، جو لوکل گورنمنٹ کے لحاظ سے ہے، میں تو کہتی ہوں کہ لوکل گورنمنٹ، آپ پلیرز ذرا خواتین کو نسلیں کی جو اعزازی کی بات ہے اس کو ذرا لازم کر دیں تاکہ ہماری وہ خواتین جو گھروں سے باہر نکل چکی ہیں کسی وجہ سے، ان کا فائدہ ہو جائے۔ سائل اور محروموں کا ادارہ بہترین ادارہ ہے لیکن اس کے Process کو مزید آسان کر دیں۔ سرائے کا قیام، گورنمنٹ نے بھی دیکھ لیا ہے، اس کا ایک کام ہوتا ہے، پوری عوام اس کا ساتھ دیتی ہے، ہمارا یہاں جو سرائے کھلیں ہیں اور ایک مخیر اگر اس کی پوری فنڈنگ کر رہا ہے تو یہ بہت بڑی بات ہوتی ہے، اس لئے یہ باقی علاقوں میں بھی اگر کھلیں گی تو فائدہ ہوگا۔ اب جو سب سے Important چیز ہے جو کہتے ہیں کہ ریڑھ کی ہڈی، وہ یہ کہ صوبہ سرحد کا اگر کوئی نام لیتا ہے تو ایک دم ایک سرسبز، سرسبز اور خوبصورتی ایک دم ذہن میں آ جاتی ہے اور سیاحت سامنے آ جاتی ہے تو صوبہ سرحد کی ریڑھ کی ہڈی اگر سیاحت ہے تو اس کا اصل مہرہ جو ہے وہ یہاں کا انفراسٹرکچر ہے جس کا انفراسٹرکچر، جب مہرہ ہی ٹیڑھا ہوگا تو ریڑھ کی ہڈی کیسے ٹھیک رہے گی۔ ملاکنڈ کو دیکھ لیں، سوات سوئٹزر لینڈ، مہرے کی یہ حالت ہے جی، اس لئے ریڑھ کی ہڈی ہی ٹھیک نہیں ہو رہی ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے کہ آخر اس کا بنے گا کیا؟ ہم کیا جواب دیں لوگوں کو، کچھ سمجھ نہیں آرہی اس بات کی، اس لئے اس کی طرف توجہ، اب پتہ نہیں پانچ سال تو ہو گئے ہیں اور جو

سب سے بڑا مسئلہ ہمارے علاقوں میں ہے Hard areas میں، وہ ہے Sanitation کا مسئلہ۔ اس لئے گورنمنٹ کو چاہیے کہ پہلا کام یہ کرے کہ Sanitation کے مسئلے کی طرف توجہ دیں تاکہ یہ سارے ہمارے گاؤں میں جو بڑے بڑے مسئلے بنے ہوئے ہیں اس کو کیسے؟ دریا کا پانی خراب ہو رہا ہے لوگ رل رہے ہیں، اس کی طرف بھی ذرا توجہ دیں۔ کوئی سٹینڈرڈ کا پارک گورنمنٹ نے بالکل نہیں بنایا کہیں پر بھی، میں تو کہتی ہوں کہ اللہ نے جو خوبصورتی دی ہے اسی کو ہم کیش کر رہے ہیں لیکن پلینز سٹینڈرڈ کا پارک بنائیں اور اگر آپ صرف ایوبیہ چیئر لفٹ کی آمدنی ہی وزارت سیاحت کو دیں تو میرا خیال ہے کہ سیاحت کو بڑا فروغ مل جائے گا اور اگر گورنمنٹ پبلک ہاتھ رومز لازم کر دیں لوکل گورنمنٹ پر کہ آپ نے پورے ایریا میں پبلک ہاتھ رومز بنانے ہیں تاکہ سیاحوں کو مسئلہ نہ ہو۔ اس کے علاوہ بعض بعض Areas میں کم Rates پر کچھ Huts بنائیں تاکہ یہ لوگ جو سیزن میں جاتے ہیں تو اتنے مہنگے ہو ٹلر نہیں خرید سکتے، عوام آپ کو زمین دیگی، گورنمنٹ بلڈنگز بنائے، پھر ان سے وہ لیز پر لے لیں، گورنمنٹ کا بھی فائدہ ہو گا اور عوام کا بھی فائدہ ہو گا۔ بڑے بڑے پراجیکٹس ہر علاقے میں جس طرح ایم۔ آر۔ ڈی۔ پی ہے یا بارانی پراجیکٹ ہے، بہت چلتے ہیں اور ہم نے دیکھا ہے کہ ہمیشہ خواتین کی ترقی کی باتیں ہوتی ہیں اور بہت اچھی بات ہے کہ خواتین کی ترقی کی بات ہو لیکن خدا را ان مظلوم لڑکوں، ہمارے جو جوان لڑکے ہیں جو کہ گھر کی Tention کی وجہ سے نفسیاتی مریض بن گئے، ان کو بھی کچھ ٹریننگ پروگرامز ضرور کرادیں تاکہ صحیح طریقے سے وہ بھی اپنے کام کی طرف آجائیں۔ جو بھی دیکھے خواتین کو ہی باہر نکالنے کے درپے ہے اور وہ ہمارے لڑکے جو ہیں، وہ بے روزگار اور Unskilled گھوم رہے ہیں۔ پولی ٹیکنک اداروں کا درجہ کالج آف ٹیکنالوجی تک بڑھانے کا جو ارادہ گورنمنٹ کا ہے وہ بہت ہی بہترین ہے، اللہ کرے کہ اس میں کامیاب ہو جائے۔ بس یہ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ سے کہ وفاق کو ہمارے صوبے کے کاموں میں جو قربانیاں ہیں وہ نظر آئیں۔ آخر کب تک ہم اپنے خون پسینے سے اسلام آباد کو پالتے رہیں گے، اللہ کرے ان کو بھی ذرا سمجھ آ

جائے کہ آخر وہ بھی ہمارا خون پسینہ کب تک استعمال کریں گے اور ہمیں ہمارا حق دیں تاکہ یہ 47 کا جو Ratio ہے وہ کم ہو جائے اور ہم بھی عزت سے زندگی گذار سکیں، تھینک یو۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ۔

محترمہ شگفتہ ناز: پوائنٹ آف آرڈر سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: بجٹ پراگرتقریر کرنا چاہتی ہیں تو۔۔۔

محترمہ شگفتہ ناز: سپیکر صاحب، اس وقت تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں، ہماری بہن نے "لاہور گرانٹر سکول" کے حوالے سے بات کی، شاہ راز صاحب تو بہت مستعدی سے Notes لے رہے ہیں لیکن اس وقت فضل علی صاحب جو Concerned Minister منسٹر ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر فار ایجوکیشن۔

محترمہ شگفتہ ناز: وہ درخواستوں پر دستخط کر رہے تھے شاید انہوں نے بات پوری طرح سے سنی نہیں ہے اور ہماری خواتین کا یہ بہت حساس معاملہ ہے۔ سپیکر صاحب، اگر اس پر کوئی ایکشن نہ لیا گیا اور لاہور گرانٹر سکول کی رجسٹریشن کو اگر کینسل نہ کیا گیا سپیکر صاحب تو ہم اجلاس میں نہیں بیٹھیں گے اور میں احتجاجاً واک اؤٹ کرتی ہوں۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: واک اؤٹ نہ کریں، وہ گرانٹر سکول۔۔۔

محترمہ شگفتہ ناز: سپیکر صاحب، چودہ ٹیچرز کو نکالا گیا ہے نماز کی وجہ سے۔ سپیکر صاحب، میری بات سنیں، پورے ہفتے میں صرف ایک دن اسلامیات پڑھانے کی اجازت ہے وہاں پر اور اس کیلئے کوئی مارکس نہیں ہیں اور یہ متحدہ مجلس عمل کی حکومت میں ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، پہلے آپ Serious۔۔۔۔۔

مولانا فضل علی (وزیر تعلیم): یہ ہم نے صرف ایک اخباری بیان پڑھا تھا اس سلسلے میں، کسی نے ابھی تک

ہمیں اس بارے میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کو نشانہ ہی کریں وہ۔۔۔۔۔

محترمہ شگفتہ ناز: سپیکر صاحب! خواتین اساتذہ نے ہم سے رابطہ کیا ہے، ہم سے بات کی انہوں نے۔

وزیر تعلیم: نہ اس حوالے سے کسی نے ہمارے ساتھ بات کی ہے۔۔۔۔۔

محترمہ شگفتہ ناز: تو سپیکر صاحب، آپ اخباری بیان پر آگئے ہیں۔۔۔۔۔

محترمہ صابرہ شاکر: ہم آپ سے کہہ رہے ہیں، ہم سے رابطہ ہوا ہے، ہم آپ سے کہہ رہے ہیں۔

وزیر تعلیم: کسی نے بھی بات نہیں کی، صرف اخباری بیان میں نے پڑھا تھا اس پر اور اس پر میں نے ان کو کہا

ہے کہ آپ اس کی تحقیقات کریں کہ کیا صورتحال ہے؟ اور یہ تو معلوم نہیں ابھی تک کہ اس کی اصل

پوزیشن کیا ہے؟

محترمہ صابرہ شاکر: سپیکر صاحب، ہمیں معلوم ہے، ہم آپ کو بتا رہے ہیں، وہاں دو تین ٹیچرز کو دوپٹہ

لینے۔۔۔۔۔

وزیر تعلیم: نہیں، اس پر ہم باقاعدہ انکوائری مقرر کریں گے اور اگر یہ صورتحال ہو تو اس کے خلاف کارروائی

کریں گے۔

محترمہ صابرہ شاکر: آپ پارلیمانی کمیٹی بھی بنائیں۔

جناب سپیکر: تاسو انفارمیشن ورکری ہغہ بہ ایکشن واخلی۔

وزیر تعلیم: او جی۔

محترمہ صابرہ شاکر: یعنی یقین دہانی۔

وزیر تعلیم: باقاعدہ انکوائری کریں گے اس پر۔

جناب سپیکر: تاسو ور کړئ دغه۔ تاج الامین جبل۔ (تالیاں)

جناب تاج الامین: شکریہ سپیکر صاحب، چه تاسو ما ته په بجه باندے د تقریر کولو موقعه را کړه۔ بسم الله الرحمن الرحيم هـ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ هـ صدق الله العظيم هـ محترم سپیکر صاحب! د از مونږ د اسمبلۍ پینځم بجه دے او دا یو حقیقت دے چه دا اصلاحی، ترقیاتی او عوامی بجه دے او دا هم حقیقت دے چه زمونږ روڼو، اپوزیشن والا په دے بجه باندے د تقریر او تنقید کولو، زما په خیال باندے حق نه لری، د دے وجے نه ئے واک آوت کړے دے۔ محترم سپیکر صاحب! دا بجهونه همیشه پیش کیږی، حکومتی بنچونو والا بجه ته ښه وائی او د اپوزیشن بنچونو والا که بجه هر څومره ښه وی خو هغوی ئے مخالفت کوی او د هغوی دغه نکته نظر وی چه که چرے د دے ښه او وایو نو دا به د حکومتی بنچونو په حق کښ شی او بیا به په حکومت کښ راځی۔ محترم سپیکر صاحب، زه خو به دا او وایم چه همیشه پارټی جوړیږی نو د هغه دستور وی، منشور وی او هغوی په هغه دستور او منشور دے هاؤس ته خان رارسوی۔ بیا دلته کښ هغوی پالیسی جوړوی خواصل د دوی هدف چه وی نو هغه خپل دستور، منشور ته رسیدل وی۔ زمونږه هم یو دستور او منشور دے چه "الله کی زمین پر الله کا نظام" او په هغه دستور او منشور دے ځائے ته رارسیدلی یو او زمونږه په پاکستان کښ چه نورے کومے پارټی دی، د هغوی هم دستور او منشور دے، اعتراض په چا باندے نه کوؤ خو خیر د هغوی په هغه منشور کښ مونږه د هغوی سره شریک یو او استدعا مو ترے دا ده چه هغوی د زمونږه په دستور او منشور کښ شریک شی۔ مونږه څنگه شریک یو؟ هغه به زه

داسے اووایم د اعتراض په شکل نه خو داسے به اووایم چه دبعضے پارتو دستور او منشور دا دے چه "روٹی، کپڑا، مکان" نو دا خود انسان ضرورت دے او هر عقل لرونکے، که په هره نعره باندے دے ځائے ته ځان رارسوی خوروتی، کپړا، مکان د هغه ضرورت دے، لهدا زه پکښ ورسره شریک یم۔ د چا دستور او منشور دا دے چه کالا باغ ډیم نه منو او د صوبے به نوم بدلوؤ نو زه هم خپل تشخص غواړم، د صوبے نوم، دا حق لرو او تر څومره وسه چه وی، ورسره ملگری یو چه د صوبے نوم د بدل شی او کالا باغ ډیم نه منو ولے چه که کالا باغ په نقصان کښ وی نو دا خو مونږه هم نه منو ځکه چه مونږه څه مرغابطے خو نه یو چه بره به گرځو (تالیاں) او که نه په مفاداتو کښ وی نو بیا هم مونږه د دے فائل د کهلاؤ لواجازت نه ورکوؤ ترڅو چه د تربیلا ډیم رائلټی مونږه ته نه وی ادا شوے۔ مونږ له د اول د تربیلے مسئله حل کړی، د هغے نه پس به مونږه دوئ سره په کالا باغ صرف خبرو کولو ته تیار شو۔ مونږه دا بحث چهیرل نه غواړو۔ د چا منشور دا دے چه دا پاکستان مونږه آزاد کړے دے، مونږه به پکښ حکومت کوؤ او دا زمونږه استحقاق دے نو د پاکستان په آزادیدو کښ زما د پلار نیکه هم ډیر لاس وو، زه د دے ملک باشنده یم، اوسیدونکے یم خو هغه ټائم زما پلار نیکه د ده په قیادت کښ روان وویا د ده چالاکی زیاته وه نو ده مشری اغستے وه او زما پلار نیکه ډنډه ماری کوله ورسره، زه خو په خپل نمبر راغلے سرے یم نو دا خو څه خفگان نه دے چه وائی چه دا دے پکښ چا راوستے دے؟ مولا د ولے حکومت کوی؟ زه په خپل نمبر باندے راغلے یم، انتظار به راته کوی، دا زما هم حق دے، دا زما هم ملک دے او زه به د دے ملک پالیسی ځکه سمه جوړوم او د دے صوبے پالیسی به زه ځکه سمه جوړوم چه زه د دے صوبے اصل وارث یم او اصل باشنده یم او هغه داسے چه ما بل ملک قبلوی هم نه، زه به هم په دے ملک کښ اوسم، دا زما ملک دے او د پښتو

163

دیوتی تہ راشی، تھیک د شیرو بجو پورے دے دیوتی ورکوی حکہ چہ کار سر
 تہ کیری نہ نو ہلتہ بیاماتہ خلق وائی، دلتہ کبن خوراتہ وائی چہ دے ہاؤس
 کبن کبنینی نو دلتہ میدیا تہ دا ثابتوی چہ پیسے فلانکی فلانکی ضلعے تہ لاہے
 خو چہ پہ مردان کبن یم نو ہلتہ بیا د دہ کارکن خہ وائی؟ جی چہ ما خو ووت تا
 لہ دے لہ نہ دے درکری چہ تہ ما تہ دا روہونہ او لارے پخے کری، ہلتہ خو
 اوس دا وئیلی نہ شی چہ جی، زما کوخہ کچہ دہ نو ہلتہ دے ماتہ وائی چہ ما خو
 ووت دے لہ نہ درکری، دلتہ کبن راتہ وائی چہ پیسے درنہ بنوں تہ لاہے۔ زما
 کارونہ تردے حدہ برابر دی او اعلان مے دے انشاء اللہ چہ راروان گل ایم پی
 اے گان، زمونہ غوندے خلق پہ دے خائے باندے وی نو مونہ بہ صرف پہ خپلو
 علاقو باندے، خنگہ چہ زمونہ دے خور دا او غبنتل چہ زمونہ دسوات علاقے
 یا دا علاقے د د سیاحانو د پارہ Develop شی نو زہ دا اعلان کوم چہ ضلع
 مردان بہ د راروان گل نہ، انشاء اللہ مونہ بہ تول فنڈ صرف پہ دے لگوو چہ
 مونہ خلقو تہ روح افزاء مقامات جوہ کرؤ، بنکلی بنکلی خایونہ جوہ کرؤ۔
 (تالیاں) مونہ پہ Development کبن دومرہ کار کری دے۔ دہغے نہ علاوہ
 الحمد للہ مونہ پہ ضلع مردان کبن دومرہ کارونہ کری دی چہ انشاء اللہ
 راروان گل بہ پہ دے باندے سیاست نہ کیری چہ ستا کوخہ بہ پخہ ووم، پالیسی
 بہ بنائی او دا زمونہ خواہش وو چہ پہ پالیسی بہ سیاست کوؤ۔ ہاں مونہ
 اعلان کری وو چہ "اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام"، دا خوداتی نہ وو چہ مونہ راوستے
 وے دا خویو نظام دے دا پہ طریقہ باندے راخی او خہ خہ موپکبن کری دی۔ کہ
 مونہ لارہ کوخہ او کالج جوہ کری دے یا مونہ جینکو تہ دو سو روپی وظیفہ
 ماہانہ بہ ورکوؤ یا مونہ د دولسم پورے کتابونہ ورتہ مفت کرل یا مونہ نوی
 ٹیکسز اونہ لگول نو دا ہم اسلام دے، ہم دا ہغہ نظام دے چہ مونہ ئے غوارو،
 ہم د دے د پارہ زما مشرانو، صحابہ، تابعینو، تبع تابعینو، انسان خدمت چہ

دے اصل کبن د الله دين دے، د دے د پاره زمونږه خدمت او مونږه حاضر يو خو
 بيا ضلع مردان کبن جی بعضے خيزونه داسے دی چه د هغه لږ کمے دے نو هغه
 بحیثیت د دے، وایو، سفارش او درخواست مو دے اگرچه مونږه ته پيښور
 نزدې دے خو بيا ئے هم غواړو- هغه دا چه په مردان کبن چه کله مردان بورډ
 جوړ شو د نن نه يو درې څلور پينځه کاله مخکې، مونږه د صوبائی حکومت
 مشکور يو خو Still د اوگوري، سوات له هم دوئ بورډ ورکړو، بنه ئے
 اوکړل، ملاکنډ له ئے هم ورکړو، بنه ئے اوکړل، کرک له ئے هم ورکړو، بنو
 له ئے هم ورکړو خو په هغه بورډونو باندې د ميټرک چه هزار او سات هزار
 تعداد دے، د سوات نو هزار او آټه هزار تعداد دے، د پيښور تعداد جی
 چهيانو هه هزار دے او د مردان تعداد چهيانو هه هزار دے، مردان هم په پيښور
 پسې دويم نمبر نو څنگه چه سوات يا بره ضلعو کبن زمونږه يونيورسټی
 جوړېږي، مونږه خوشحاله يو، د هغوی تگ راتگ يا د هغوی علاقه ډيرې لږې
 دی او پسمانده دی خو مونږه وایو چه ضلع مردان له د هم يوه يونيورسټی
 ورکړې شی- (تالیاں) دغسې کامرس کالج هم غواړو او کالج آف
 ټيکنالوجی، د دے خيزونو مطالبه کوؤ- مردان جی، په پيښور پیسې دويم نمبر
 شهر دے، بناړ دے، د ده د هغه حیثیت اوساتلې شی- اوس هم ډير زیات مشکور
 يو چه که مونږه د الله تعالیٰ د شکر په نه بعد د موجوده حکومت هر څومره شکر په
 ادا کوؤ نو دا به کمه وی او په ایجوکیشن کبن، په هیلتنه کبن د دوئ خامخا
 شکر په ځکه ادا کوؤ جی چه دوئ زمونږ د پاره د دے خپلو ادارو برانچونه کھلاؤ
 کړل او درالكفاله هم په مردان کبن، الحمد لله کارونه ډير زیات دی، مشکور
 يو، شکر په ادا کوو او انشا الله اسلام زمونږه عزم دے، که نن هم په دے پوهه
 شوم چه زما تگ و داؤ د اسلام د پاره هیڅ فائده نه ورکوی او زما په دے سیت
 هم سم سږې راځی او هیڅ قسم غلط کار نه کیږي نو زه به سیاست نه کوم زما د

(تالیاں)

جناب آصف اقبال داود زئی (وزیر اطلاعات): دوہ درمے منسٹران ورپسے تلی وو۔

جناب سپیکر: ہسے، حسن نشتہ پہ ایمان، وایم حسن نشتہ دے، حسن۔

وزیر اطلاعات: ہسے سپیکر صاحب، ستاسو Permission سرہ، پرون اپوزیشن چہ خنگہ پوائنٹ آف آرڈر Raise کرے وو، هغوی ستاسو رولنگ غوبنتے وو، تھل اختیار ئے تاسو ته درکرے وواو په هغه باندے هاؤس کبن بیا باقاعده بحث اوشو او بیا په هغه تاسو-----

جناب سپیکر: دایریردوه داؤدزئی صاحب۔۔۔۔۔

وزیر اطلاعات: لکھ جی، نن هم، لکھ دا ستاسو د کرسی، د چیئر د **Respect** مونږ خبره کووچه نن ستاسو د رولنگ نه پس، تاسو چه کوم بیان، تاسو چه هدايت اوکړو، د هغے نه پس ئے واک آوت اوکړونو خفگان په دغه دے چه همیشه چیئر د اپوزیشن زیات خیال ساتلے دے، حزب اقتدار ته ئے کم دغه ورکړے دے خو هغوی بیا هم ستاسو د کرسی چه هغه کومه **Dignity** ده، د هغے خیال ئے چرته نه دے ساتلے او زما خیال دا دے چه صرف مقصد ئے **Break ، Procedure** کول دی، نور څه مقصد ئے زما په خیال نشته دے۔

جناب سپیکر: قاری عبداللہ بنگش صاحب، نشتہ دے؟ بنہ۔ ماجد خان صاحب،

(تالیاں)

عبدالماجد خان صاحب۔

جناب عبدالماجد: بسم الله الرحمن الرحيم هـ۔ جناب سپیکر صاحب، ستاسو ڊیره زیاتہ مننہ۔ خلق پہ بجت او اے۔ ڊی۔ پی باندے خبرے کوی خوزہ چه کله دا بجت راشی نوزہ وایم چه دا پاس خنگ شواو دا پیسے راغله د کوم خائے نه؟ خکه چه ماتہ د اندرون حالات معلوم دی چه زمونږہ د دے صوبے دلته کبن خومره پیسے دی او دا گزارہ زمونږہ په خه باندے کیری او په کومه طریقہ باندے دا بجت مونږہ پاس کرو او په کومه طریقہ دا هسپتالونه او داسکولونه مونږہ چلوؤ؟ بالکل په غیبو باندے دا خبره روانه ده۔ دویمه خبره تاسو ته، یو گزارش زما دا دے، په دے سلسله کبن چه دا کوم کاغذونه چه مونږہ ته را کوی، یقیناً چه دافندونه مونږہ ته ملاؤشی په رومبے ورځ، زه وایم چه دا دومره کاغذونه د کوم خائے نه راغلل او دا ورباندے چهاپ شول؟ زما گورے دا یقین هم نه وی، زه چونکه په گزشتہ یو خو حکومتونو کبن پاتے شوے یم، ماتہ دا حالات ټول معلوم دی، اندرون هم پکبن زه کوشش کوم۔ د دے نه مخکبنے چه زه په کومو حکومتونو کبن پاتے شوے یم، زه چه د دے او د هغے موازنه او کرم او بیا دا تاسو ته او وایم چه دا نن سبا چه ممبر صاحب ته خومره شے ملاؤیری یقیناً چه مونږہ د هغے په خرچ کولو باندے ستړی شوی یو۔ (تالیال) شپه او ورځ مونږہ په حلقو باندے گرځو، زمونږہ ملگری گرځی که هغه مونږہ په تهپیکه دار باندے کوؤ که په پراجیکټ باندے ئے کوؤ، مونږہ ته دا اجازت دے او یقیناً دا خبره زه تاسو ته کومه سپیکر صاحب چه ماتہ خپل زاړه ملگری، کانگریسیان دا وائی چه هلکو تاسو دا پیسے د کوم خائے نه راوړی دی، دا پیسے ستاسو دے ملایانو د کوم خائے نه راوړی دی؟ زه ورته وایم چه دا هم هغه پیسے دی، خو هغه مونږہ په طریقہ باندے په کار باندے لگوؤ۔ محترم، ډیر کارونه اوشول، یقیناً چه ډیر لږ کارونه پاتی دی۔ دے سره سره زما گزارش داسے هم شته چه دے حکومت تر

ڊيره حده پورے خپل كوشش ڪړے دے ڇه په بجلۍ باندے كنټرول راوړلى، اكر ڇه دا زمونږه په دسترس كېن نه ده، دوى خپل كوشش ڪړے دے ڇه په هغه باندے قبضه او كړى او د هغوى دا كار مونږه طرف ته راوړلى خو په بجلۍ كېن يوه عجيبه غوندے مسئله ده، بجلۍ لگوؤ، ترانسفر گورے مونږه خلق په خپلو پيسو باندے جوړوو كه مونږه محكمے سره رابطه او كړو، هغه وائى ڇه زمونږ سره څه نشته نو بيا مونږه Consumer اوليرو او هغوى ته مونږه جناب، هغه دغه او كړو. دا چونكه د مركز په لاس كېن ده، مركز مونږه له ئے هم نه راكوى، بيا ورسره زمونږه ڇه كومه پيسے دى، ڇه كومه د دے ځائے نه ځى، مركز ته ځى او د مركز نه ئے بيا مونږه په منتونو او په زارو باندے غواړو. يقيناً جى، په دغه وجه باندے دا خبره ما محسوس كړے ده ڇه دا په څومره گرانه باندے، زمونږه سراج الحق صاحب، زمونږه جناب مشر وزير اعلى صاحب يا زمونږه دے كابينے ڇه كوم طريقه كار استعمال كړے دے او كومه پيسے هلته نه، زمونږه دا خپل حق ڇه د بجلۍ رائلټى ده وغيره وغيره، دا څومره ڇه كوم دى نو دا دومره په گرانه حاصل شوى دى، دالږ ډير زمونږه څه كار ڇه روان دے نو دا په دے باندے روان دے. زما، سپيكر صاحب، تاسو ته به دا زه اووايمه ڇه تاسو په خپل طور طريقه باندے د اسمبلۍ كارروائى، يقينى خبره ده ڇه تاسو په ډيره بڼه طريقه باندے اوچلوله، هر چاله تاسو خپل خپل وخت وركړے دے. زما يو څو گزارشات نور هم شته، هغه جناب دا دى، د خپلے حلقے متعلق به زه تاسو ته خبره او كړمه ڇه تور ډهيري او جهانگيري، مونږه د درے نهرونو په ټيل باندے يو، دا درے واړه نهرونه ڇه راځي نو مونږه د ټولو په اخر كېن يونو هغه سره دا يوشئے شوے دے ڇه هلته زما يو درے ټيوب ويلے دى ماته خپل محترم وئيلي دى ڇه هغه مونږه منظور كړى دى خو تر اوسه پورے زه هغه كاغذونه ماغذونه گورم خو ماته د هغه هيڅ Where about پته اونه لگيده نوزه دا گزارش كومه خپلو مشرانو

تہ چہ زما ہغہ درے تیوب ویلے چہ دی چہ ہغہ پہ دے طریقہ باندے راوخی یا د
 ہغے د پارہ ماتہ داسے حالات ہم، زہ پوہیرم پہ ہغہ خبرہ باندے او ما وزیر
 صاحب سرہ خبرہ ہم کرے دہ کہ چرے تاسو زما ہغہ تجاویز او منے نو بیا ہم
 داسے کولے شو چہ مونہرہ د او بو دا کمے یا دا دغہ پورا کولے شو زمونہرہ د
 خلقو۔ بلہ جناب، زہ یوبلہ خبرہ کومہ تاسو تہ، معافی سرہ چہ زما پہ حلقہ کبن
 خاصکر پہ جہانگیری کبن مداخلت بے جا کیری نو زہ بہ دا یو گزارش کوم، زہ د
 چا نوم اغستے نہ شم حکہ چہ ہغہ زما ڍیر معزز او مکرم دے خو زہ بہ دا گزارش
 کوم ستاسو پہ وساطت سرہ چہ زما پہ حلقہ کبن د دا مداخلت بے جانہ کوی۔
آواز: نوم ئے واخلی۔

جناب عبدالماجد: نہ شم وئیلے جی، اودس مے نشتہ۔ (تہقے)
مولانا فضل علی (وزیر تعلیم): زما پہ بارہ کبن کہ دچا شک راخی، دا بل خوک بنائی۔
 لالا وائی نہ، زہ وایم چہ او د وائی۔

جناب عبدالماجد: زہ یوبل گزارش کومہ جی۔
جناب سپکر: حدیث شریف دے، وائی "من ستر مسلماً سترہ اللہ یوم القیامتہ"۔ ہغہ
 ڍیر پوہہ دے، او کنہ۔

جناب عبدالماجد: زہ یوبل گزارش کومہ چہ پہ دے صوبہ کبن زبردست یو گدھ
 پروت دے، ہغہ داسے یو گدھ دے چہ ہغہ نہ پوہیرم چہ دا خہ پراسرار طاقت
 دے چہ ہغہ یوتہ پی اینڊ ڍی وائی او یوتہ فنانس وائی۔ دا گدھ چہ کوم دے،
 تاسو یقین او کړی کہ مونہرہ دے نورو محکمو تہ چرتہ لاږ شو خہ کاروی نو ہغوی
 خہ ڍیر پہ بنہ طریقہ باندے ملاویری او چہ مونہرہ دغے محکمو تہ لاږ شو نو دوئی
 داسے یوبل تہ اوگوری او کھسیانے غوندے خدا ہم او کړی نو مونہرہ دا گزارش

کوڑ، خپل دے موجودہ حکومت ته چه اگر چه اوس ما بنام دے جی، خبره ختمه ده، خه دغه نشته، مونږ دا وایو چه تاسو به دا مهربانی اوکړئ که دا لږه ورځے دی، لس ورځے دی، شل ورځے دی، میاشت ده، چه ددے گدھ د دغه نه تاسو ځان خلاص کړئ۔ ډیره مهربانی شکریه۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: شکریه۔ څوک تقریر کول غواړی تاسو کښ؟ چه بیا نه وایی ځکه چه بیا به زه اپوزیشن ته موقعه ورکوم که راغلل۔ جی، شگفته ناز صاحبه۔ محترمه شگفته ناز صاحبه۔

محترمه شگفته ناز: بهت شکریه، جناب سپیکر صاحب۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ه بسم الله الرحمان الرحیم ه۔ مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِلَّذِي الْفُرْيَ وَالْأَيْتَمَىٰ وَالْمَسْلُكِينَ وَالْبَنِي السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ارشاد بانی ہے کہ "جو مال خدا نے اپنے پیغمبر کو دیہات والوں سے دلویا ہے وہ خدا کے اور پیغمبر کے اور (پیغمبر کے) قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے۔ تاکہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں ان ہی کے ہاتھوں میں نہ پھرتا رہے۔" سپیکر صاحب، قرآن کریم ہمیں زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی دیتا ہے۔ اسی طرح اس نے اس موقع پر بھی کہ جبکہ عوام کو آبادی میں، لوگوں میں وسائل کی تقسیم کا مسئلہ درپیش ہو، اس موقع پر بھی اللہ رب العالمین نے ہمیں بغیر ہدایت کے نہیں چھوڑا بلکہ اس سلسلے میں بھی واضح ہدایات اور رہنمائی دی۔ ہمیں بتا دیا کہ مال و دولت کی یہ تقسیم کن قدروں اور کن بنیادوں پر استوار ہونی چاہیے۔ سپیکر صاحب، میں ایک ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر محترم وزیر خزانہ جناب شاہ راز خان صاحب کو اور متحدہ مجلس عمل کی حکومت کو مبارک باد پیش کرتی ہوں جبکہ بہت ہی زیادہ نامساعد حالات ہیں اور وفاق نے ہر طرح سے ہمارے وسائل کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رکھی ہیں۔ سپیکر صاحب، ہمارا صوبائی بجٹ دراصل مرکزی بجٹ ہی کا مرہون منت ہے کیونکہ آئین کے دفعہ 161 کے تحت بجلی کا خالص منافع اور

قابل تقسیم پول سے ہمارا حصہ ہی ہمارے بجٹ کی بنیاد ہے اور جب تک مرکز چھوٹے صوبوں کا استحصال جاری رکھے گا تو صوبے میں غربت کی شرح میں کمی نہیں لائی جاسکتی۔ سپیکر صاحب، گزشتہ تیس سال سے ہمارے صوبے میں اس ملک کو تربیلا ڈیم کی صورت میں ایک ریڑھ کی ہڈی فراہم کی ہوئی ہے جس پر ہمارے ملک کی تمام تر معیشت کا دار و مدار ہے اور اس بجلی کی پوزیشن سپیکر صاحب، کچھ یوں ہے کہ تربیلا ڈیم سے جو بجلی حاصل ہوتی ہیں اس کا صرف ساڑھے گیارہ فیصد صوبہ سرحد میں، تین فیصد بلوچستان میں، سترہ فیصد سندھ میں جبکہ اٹھاسٹھ فیصد، بتایا آٹھاسٹھ فیصد بجلی پنجاب میں Consume ہوتی ہے اور جس کا اکیس فیصد حصہ صرف اور صرف لاہور شہر میں خرچ ہوتا ہے۔ سپیکر صاحب، حقیقت تو یہ ہے کہ پنجاب اور سندھ کے ہرے بھرے کھیت اور کلیان ہمارے متاثرین تربیلا ڈیم کی لازوال قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے اور جس کا صلہ ہمیں یہ ملا ہے کہ مرکز نے گزشتہ تیس سال سے 365 ارب روپے جو ہمارا حصہ بنتا ہے، اس کو زبردستی روک رکھا ہے اور ہمیں سالانہ چھ ارب پر ٹر خایا جاتا ہے اور حد تو یہ ہے کہ وفاقی حکومت ہی کی تشکیل کردہ ٹریبونل نے 9 اکتوبر 2006 کو جب ثالثی ایوارڈ کا اعلان کیا تو یہ فیصلہ ہوا کہ صوبہ سرحد کو 365 ارب کی بجائے 110 ارب دیئے جائینگے تو اس پر بھی واپڈا اور مرکزی حکومت نے انتہائی بددیانتی اور وعدہ خلافی کی اور معاملے کو عدالت میں لے گئے۔ یہ ہمارے صوبے کے ساتھ ایک بہت بڑی نا انصافی، اس کو اخلاقی گراوٹ کہیں گے کہ وہ ہمیں ہمارا حق نہیں دے رہے۔ ایسی صورت حال میں کوئی صوبہ کیسے کوئی بہترین بجٹ تشکیل دے سکتا ہے؟ سپیکر صاحب، ہمارے چھیاسی ہزار افراد بے گھر ہوئے، سو سے زیادہ گاؤں زیر آب آگئے، صفحہ ہستی سے مٹ گئے، ہمارے آباؤ اجداد کے قبرستان زیر آب آگئے اور صدیوں سے اکٹھے رہنے والے خاندان، کہیں خانیوال اور کہیں ملتان اور سکھر میں شفٹ کر دیئے گئے، در بدر کر دیئے گئے اور پھر ہم سے توقع کی جاتی ہے کہ ہم کالا باغ ڈیم کی حمایت کریں گے۔ سپیکر صاحب، متاثرین تربیلا ڈیم کو انکے بقایا جات

دیتے، ہمیں ہمارا حق دیتے، ہمارے صوبے کو ہمارا حق دیتے، ہمارے عوام کو ہمارا حق دیتے اور ہماری بجلی پر صرف اپنی معیشت کو ترقی نہ دیتے۔

تاریکیوں کو ہم نے بخشی ہے ضیاء اور خود ایک بجلی کے محتاج ہیں
اور روشنی دینے والے کو بھی کم از کم اک دیا چاہیے اپنے گھر کیلئے

جناب سپیکر صاحب! اب جبکہ مرکزی حکومت پورے ملک میں بجلی کی سپلائی میں بالکل ناکام ہو چکی ہے اور روز بروز غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ سے عوام کا جینا بھی دو بھر ہو گیا ہے اور خود وفاقی وزیر خزانہ یہ کہہ چکے ہیں کہ واپڈ ایک سفید ہاتھی کی شکل اختیار کر چکا ہے تو لہذا اس موقع پر ہماری یہ گزارش ہے کہ واپڈ بجلی کو صوبوں کے حوالے کر دے تاکہ صوبے خود اپنے علاقوں میں اس کا انتظام سنبھال سکے اور اپنے عوام کے لئے پیسے بچا سکے۔ سپیکر صاحب، دوسرا ہمارا سب سے بڑا پیداواری عنصر کرک میں پیدا ہونے والی گیس ہے۔ بہت بڑی، اس کی جو مقدار ہے وہ 382 Million cubic per day ہے مگر یہاں پر بھی وہی بلوچستان کی کہانی دہرائی جا رہی ہے جناب سپیکر صاحب، جیسا کہ سوئی کے مقام پر 1963ء میں گیس دریافت ہوئی اور پورے ملک میں سپلائی ہوتی جا رہی لیکن سوئی کے عوام گیس کی سہولت سے محروم رہے تو ہمیں ڈر ہے کہ وہی بے چینی اور وہی چیز، جو بلوچستان کی صورت حال ہے، کہیں وہ صوبہ سرحد میں پیدا نہ ہو جائے۔ سپیکر صاحب! ایک اور امتیازی سلوک جو صوبوں کے درمیان مرکز کر رہا ہے، اس کا اندازہ یہ سمجھ کر لگائیے کہ پنجاب کی نقد آور فصل گندم اور چاول کی رائٹلی اور اس کا منافع تو پنجاب حکومت لیتی ہے اور اس کا مکمل کنٹرول پنجاب کے ہاتھ میں ہے لیکن ہماری نقد آور فصل جو کہ تمباکو ہے، اس کا سالانہ اڑھتیس ارب روپے منافع مرکزی حکومت لیتی ہے، ہمیں اس میں سے کچھ بھی نہیں دیا جا رہا ہے۔ سپیکر صاحب، یہ بہت بڑی زیادتی ہے، اس صوبوں کے ساتھ۔ صوبوں کے مابین امتیازی سلوک ہے اور اسی طرح غازی سے نکلنے والی نہر جب بروٹھا کے مقام پر جا کر بجلی پیدا کرتی ہے تو اس کی رائٹلی بھی سرحد کی

بجائے پنجاب کو دی جاتی ہے۔ سپیکر صاحب، پانی ہمارا، دریا ہمارے اور نہر کی آدھی لمبائی، آدھی نہر ہمارے صوبے میں جبکہ ہم اس کے ثمرات سے بالکل محروم ہیں اور نہ صرف یہ کہ اسکی رائلٹی پنجاب کو دی جاتی ہے بلکہ غازی برو تھا کا پانی بھی پنڈی اور اسلام آباد میں سپلائی ہوتا ہے اور اس سے ان کی معیشت استوار ہے یعنی وہ تو اس سے بھرپور فائدہ سمیٹ رہے ہیں اور ہمیں ہر قسم کے منافع سے محروم رکھا ہے۔ یعنی،

گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی

اور سپیکر صاحب، اسی طرح ور سک ڈیم کے حوالے سے گزشتہ دنوں اخبارات میں جو خبریں آئی ہیں جس سے اسکے صوبہ سرحد میں ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ سپیکر صاحب، یہ انہی سارے مظالم کا تسلسل ہے، استحصال کا تسلسل ہے اور اسی طرح سے جو سندھ اور پنجاب کے ذمے ہمارا، جو ایک ملین ایکڑ فٹ پانی سندھ اور پنجاب استعمال کرتے ہیں، اس کی جو رائلٹی 73 ارب روپے بنتی ہے، جس کا کلیم بھی حکومت نے کیا ہوا ہے لیکن اس کا بھی کوئی نتیجہ سامنے نظر نہیں آ رہا ہے اور ساتھ پنجاب کیلئے رائٹ بینک کنال بنادی ہے سپیکر صاحب، لیکن یہاں پر بھی امتیازی سلوک، 1970 کی دہائی سے لفٹ بینک کنال صوبہ سرحد کو نہیں دی جا رہی ہے۔ سپیکر صاحب، ہمارے صوبے کو آپ ہماری ہی آمدن دے دیجئے۔ بجلی، گیس، تمباکو اور پانی کی رائلٹی دے دیجئے سپیکر صاحب، ہمیں کسی بیرونی قرضے کی ضرورت نہیں ہے اور انشاء اللہ ہمارا صوبہ پوری دنیا کے تمام صوبوں سے بہترین صوبہ ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ سپیکر صاحب، میں ضرور تبصرہ کروں گی کہ مرکزی حکومت کے روز بروز بڑھتے ہوئے دفاعی اخراجات بھی ہمارے صوبائی بجٹوں کو متاثر کر رہے ہیں، اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیے کہ موجودہ اور پچھلے سال میں، صرف ان دو سالوں میں دفاعی بجٹ میں ساٹھ ارب روپے کا اضافہ کیا گیا ہے اور وہ حکومت جس کے پاس اپنی گورنمنٹ چلانے کے لیے صرف چار کھرب روپے موجود ہوں سپیکر صاحب، اس میں بغیر کسی حساب کتاب کے پانچ کھرب روپے دفاعی امور کے لیے نکال دینا سپیکر صاحب، عوام بہت

حیران اور پریشان ہیں اور اس میں وہ چیزیں، اس پانچ کھرب میں وہ چیزیں شامل نہیں ہے کہ جو F-16 کی پانچ کھرب رقم ہے یا وہ جو اسلام آباد میں GHQ جو پندرہ سو کنال آراضی پر مشتمل ہے، اس کے لیے بھی پانچ کھرب روپے مختص کیے گئے ہیں جبکہ ہم سمجھتے ہیں شاید کہ امریکہ جو بہت بڑی طاقت ہے، اس اس کا پورا دفاعی نظام، Pentagon صرف 30 کنال پر مشتمل ہے جبکہ پاکستان 1500 کنال پر مشتمل نیا GHQ تعمیر کرنے میں مصروف ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو ان کی شاہ خرچیاں ہیں، ہمارے مرکزی حکمرانوں کی، صرف صدر اور وزیراعظم کے گھروں کے اخراجات جناب سپیکر صاحب، پچھلے سال ایک کھرب سے بھی تجاوز کر چکے ہیں۔ بقول شاعر:-

یہ دل کا چور کہ جس کی ضرورتیں تھیں بہت وگرنہ ترک تعلق کی صورتیں بہت

دریدہ پیرہنوں کا خیال کیا آتا امیر شہر کی اپنی ضرورتیں تھیں بہت

سپیکر صاحب! دوسری طرف ہم اگر صوبائی بجٹ پر نظر دوڑائیں تو ہم بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے ان نامساعد حالات میں ہر سال سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں پندرہ سے بیس فیصد اضافہ کیا ہے لیکن الحمد للہ ہمارے وزراء اور ہمارے ممبران اسمبلی کی تنخواہوں میں ایک روپے کا بھی اضافہ نہیں ہوا۔ نیز ننانوے فیصد تعلیمی بجٹ میں رقم کا اضافہ کرنا، ایف اے، ایف ایس سی تک مفت کتب کی فراہمی، معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کے لیے سائل و محروم ادارے کا قیام جو بہت بہترین انداز سے کام کر رہا ہے، میری تجویز ہے کہ بجٹ میں اس کے لیے مزید رقم رکھی جائے اور بلا سو بینکاری کی مزید برانچوں کا اجراء اور تیرہ ارب قرضوں کی قبل از وقت واپسی اور Hard areas کی خواتین اساتذہ کو اضافی الاؤنس دینا، بی ایچ یوز کو Strengthen کرنا، یقیناً یہ ایسے اقدام ہیں جن کی تعریف کی جانی چاہیے۔ سپیکر صاحب، میں صوبائی بجٹ کے حوالے سے ایک Suggestion ضرور دینا چاہوں گی کہ یہاں پر جو پانچ ارب روپے کا خسارہ دکھایا گیا ہے سپیکر صاحب، یعنی کسی طور بھی مناسب نہیں لگتا، ایک طرف مرکز کھربوں روپے کے

قرضے لے کے عوام کو قرضوں کے بوجھ تلے دبا رہا ہے اور دوسری طرف اگر صوبے بھی قرض لیں تو عوام دوہرے قرض کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ سپیکر صاحب، اس کیلئے میری یہ تجویز ہے کہ آپ اپنے ترقیاتی فنڈ کو کم کر دیجئے کیونکہ سپیکر صاحب، Allocation of funds اتنی بنیادی اہمیت کا حامل نہیں ہے جتنی Allocation کو Follow کرنا اور اس کی نگرانی کرنا اور سپیکر صاحب، تمام کے تمام ترقیاتی منصوبے جو TMA, C&W اور Public Health Engineering کے ذریعے سے، دوسرے الفاظ میں اس کو آپ ٹھیکیداری نظام کہہ سکتے ہیں، اس کی ذریعے سے کیے جاتے ہیں اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے سپیکر صاحب، کہ ترقیاتی سکیموں کا بیس سے پچیس فیصد بھی ایجنسیاں ہضم کر جاتی ہیں اور پھر ٹھیکیدار اسی نسبت سے منافع وصول کرتے ہیں اور منصوبے کو آگے سے آگے Submit کرتے جاتے ہیں اور غالباً کچھ ایم۔ پی۔ اے حضرات بھی اس میں سے اپنا کمیشن وصول کرتے ہیں اور کوئی خوش قسمت منصوبہ سپیکر صاحب، ایسا ہو گا جس کا پندرہ سے بیس فیصد اس منصوبے پر لگے ورنہ شاید، سپیکر صاحب، مبالغہ نہ ہو تو صوبائی حکومت نے جو چالیس ملین اس مد میں رکھے ہیں تو شاید دس ملین مشکل سے اپنی جگہ پر خرچ ہو سکیں گے۔ ہم اگر اس میں سے پیسے کم کر لیں تو مجھے نہیں لگتا، صرف کمیشن مافیا کو کنٹرول کریں تو انشاء اللہ ہماری ترقیاتی رفتار اسی طرح سے جاری رہے گی۔

جناب سپیکر: مختصر کریں جی۔

محترمہ شگفتہ ناز: سپیکر صاحب، میں مختصر کر رہی ہوں۔ میں اس کی مثال دوں گی، نوشہرہ پشاور روڈ کی جو پچھلے پانچ سالوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں کہتا ہوں مختصر کریں، آپ کہتی ہیں مختصر کر رہی ہوں تو۔

محترمہ شگفتہ ناز: میں بالکل، سپیکر صاحب، یہ دو تین تجاویز جو میری رہتی ہیں، میں وہ دینا چاہتی ہوں، کل ہری پور کے حوالے سے ہمارے بھائی اختر نواز نے بہت سے اقدامات کا ذکر کیا ہے، میرا بھی تعلق ہری پور

سے ہے اور میں نے دودفعہ، میرے خیال میں اسمبلی فلور پر بھی یہ بات اٹھائی ہے کہ پچھلے پانچ سالوں سے صوابی میرہ میں ایک Hospital ہے جو Save the Children نے بنایا ہے، اس کی بلڈنگ، اس کے اندر مشینری، اس کے اندر تمام جو جدید مشینری، Equipments ہیں، وہ موجود ہیں اور وہ مشینری زنگ آلود ہو رہی ہے۔ صرف اس Hospital کو عملہ دے دیجیے، ایک ڈاکٹر دے دیجیے، انشاء اللہ تو وہ دور دراز کے عوام کو صحت کی سہولتیں فراہم کرے گا۔ سپیکر صاحب، اس کے ساتھ ساتھ جو تنخواہوں میں اضافے کا اعلان ہے، سپیکر صاحب، اس حوالے سے بھی میری ایک تجویز ہے کہ آپ کلاس فور کے ملازمین کیلئے پچاس فیصد تنخواہوں میں اضافہ کیجیے، گریڈ 17 تک کیلئے پچیس فیصد اور گریڈ 17 سے Above ملازمین کیلئے بیشک 10 فیصد اضافہ بھی ان کے لیے کافی ہے کیونکہ وہ اور مراعات بھی لوٹتے ہیں۔ تو یہ رقم تو اتنی ہی خرچ ہوگی لیکن انشاء اللہ پسے ہوئے طبقات کو، Lower طبقے کو فائدہ ہوگا۔ سپیکر صاحب، بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، فیلکس اینوسینٹ محترم۔

جناب فیلکس اینوسینٹ: شکریہ جناب سپیکر صاحب، شکریہ۔ جناب سپیکر، ہمارے بہت سے فاضل ممبران نے بجٹ پہ بہت تفصیلی بات کی ہے، میں ان کی طرف نہیں جاؤں گا، میں بس صرف چند الفاظ، چند باتیں کروں گا۔ سب سے پہلے تو جناب سپیکر، مجلس عمل حکومت کا میں بہت مشکور ہوں اقلیت کی طرف سے، تاریخ میں اتنے فنڈز اور اتنے ترقیاتی کام کسی حکومت نے نہیں کئے جتنے مجلس عمل نے کیے ہیں اقلیتوں کے لیے۔ (تالیاں) میں اقلیتوں کی طرف سے ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر، تین تجویزیں ہیں تین منسٹروں کے لیے، تو وہ پیش کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے جناب عنایت اللہ خان ہیلتھ منسٹر صاحب سے مخاطب ہو کر آپ کے توسط سے، انہیں یہ بتانا چاہوں گا کہ خیبر میڈیکل کالج میں طلبہ اور طالبات کا جو ہاسٹل ہے وہ Mix ہے، تو جناب ہم لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہماری حکومت درویشوں کی حکومت

ہے، ایماندار لوگوں کی حکومت ہے، ان کو آپ الگ الگ کر دیں، چاہے ان کو ایک ہی Boundary میں اس طرح Divide کر دیں کہ کم از کم ایسے نہ ہو کہ ایک فیملی کا روم ایک میل کے روم کے ساتھ ہو، جس طرح اس کی ترتیب ہے۔ جناب سپیکر، رات کو جو وہاں سے شکایت آئی ہے کہ ان کے دروازوں پہ Knocking ہوتی ہے اور ان کو تنگ کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے ہاسٹل کو جو راستہ جاتا ہے، وہ بھی تاریک ہے اور وہاں پہ کچھ لوگ کھڑے ہوتے ہیں جو طالبات کو چھیڑتے ہیں۔ میں Specially منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ اس کا وہ نوٹس لیں اور دوسری تجویز جناب فضل علی ایجوکیشن منسٹر صاحب کیلئے ہے۔ جناب، میں نے خود اس چیز کا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر اور بیشتر پیپرز جو آتے ہیں میٹرک، آٹھویں اور ایف اے کے، یونیورسٹی سے یا بورڈ سے، جناب سپیکر اس میں اکثر پیپرز جو ہوتے ہیں، اکثر نہیں، کبھی کبھار اس میں آؤٹ آف کورس پیپر ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر، ہزاروں طلبہ اور طالبات اور سٹوڈنٹس جو ہوتے ہیں وہ ایک، جو ان کو Criteria دیا جاتا ہے، Syllabus دی جاتی ہے، اس کے مطابق وہ Study کر لیتے ہیں اور تین گھنٹے میں انہوں نے اپنے ایک سال کی Performance دینی ہوتی ہے اور آگے جاتے ہیں اور وہ پیپر جو ہوتا ہے وہ آؤٹ آف کورس ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، اس کے بارے میں بڑی سخت ہدایات ہونی چاہیے۔ یہ بہت سے طلبہ اور طالبات کے لیے، Students کے لیے بہت پریشان کن مرحلہ ہوتا ہے۔ پھر بورڈ ان کو کہتا ہے کہ آپ سوال کو Touch کریں، ہم آپ کو Complete اس کے نمبر دیں گے یا پھر اس میں اکثر غلطیاں ہوتی ہیں۔ جناب سپیکر، یہ امتحانی جو Question Sheet ہے، اس کو بہت صاف ستر اہونا چاہیے، ایک سٹوڈنٹ کے مستقبل کی یہ بات ہوتی ہے۔ (آصف اقبال صاحب! آپ ٹھہریں) جناب سپیکر، تیسری تجویز آصف اقبال صاحب کے لیے ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ موبائل فون وغیرہ یہ پمرا کے زمرے میں آتے ہیں، یہ صوبائی حکومت کے زمرے میں نہیں آتے ہیں۔ جناب سپیکر، آج کل بہت سی پرائیویٹ کمپنیوں نے موبائل فونز شروع کیے ہوئے ہیں، میں انہیں یہ بتانا چاہوں گا کہ اکثر

لوگ فون ملاتے ہیں، نہیں ملتا کال ڈراپ ہوتی ہے، اس میں بہت سی غلطیاں ہیں اور عام عوام کو یہ بہت زیادہ نقصان پہنچا رہے ہیں، اس پہ حکومت بڑی سختی سے ایکشن لے اور ان کو کہیں کہ اپنی سروسز ٹھیک کریں اور جو پیکیج یا کچھ بھی کہتے ہیں، اس کو Complete implement کریں، لوگوں کو دھوکہ نہ دیں۔ جناب سپیکر، آج کل حالات یہ ہیں کہ ایک کلاس فور سے لے کے اوپر لیول تک ہر بندے کے پاس موبائل ہوتا ہے اور اس سے تمام لوگ Suffer ہوتے ہیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ گورنر سرن لال صاحب۔

جناب گورنر سرن لال: شکریہ سپیکر صاحب، کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو تو Hundred percent participation کا موقع میں دے رہا

ہوں، Hundred Percent۔

جناب گورنر سرن لال: بہت شکریہ جی۔ سب سے پہلے میں وزیر خزانہ صاحب اور ایم ایم اے کی گورنمنٹ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنا پانچواں بجٹ پیش کیا ہے۔ بجٹ ایک ایسی چیز ہے کہ جس پر ہر ایک بندے کی نظر ہوتی ہے خواہ وہ کوئی سرکاری ہو، سول ہو، غریب آدمی ہو، تو سب کی نظر ہوتی ہے کہ ان کے لیے بجٹ میں کیا ہوگا؟ اس لیے بجٹ پر ایک نظر سب کی ہوتی ہے کہ بجٹ ان کیلئے کیا کیا تر قیاں اور ان کی مشکلات میں کمی کیلئے، اس میں کیا کیا رکھا ہوتا ہے؟ ایم ایم اے گورنمنٹ نے جو بجٹ پیش کیا ہے، یہ ایک بہترین بجٹ ہے کیونکہ مجموعی طور پر تو سب لوگ بجٹ سے مطمئن نہیں ہوتے لیکن آج ایم ایم اے نے جو بجٹ پیش کیا ہے تو جتنے تر قیاتی کاموں کے انہوں نے منصوبے بنائے تھے، ان کو مکمل کرنے کے لیے رقم رکھی گئی ہے تو اس لئے ایک بہترین بجٹ اس کو ہم قرار دیتے ہیں کیونکہ اس میں سب کو ریلیف ملا ہوا ہے۔ تعلیم اور صحت کیلئے اس میں اچھے طریقے سے رقم رکھی گئی ہے۔ تعلیم ایک ایسی چیز ہے کہ جس قوم میں تعلیم یافتہ لوگ زیادہ ہوں گے، ان کیلئے تر قی کے مواقع بھی زیادہ ہوں گے اس لیے تعلیم کے لیے جو رقم رکھی

گئی ہے، ایک خوش آئند بات ہے۔ اس کے علاوہ صحت کیلئے بھی جو رقم مختص کی گئی ہے، اس کی وجہ سے ہر ایک ضلع میں اے، بی اور سی لیول کے Hospitals بنائے گئے ہیں جس سے لوگوں کو بہت سہولت میسر آگئی ہے۔ خاص طور پر میں اقلیت کے حوالے سے بھی بات کرنا یہاں پر اپنا فرض سمجھتا ہوں کیونکہ پہلی دفعہ Welfare package کو ایم ایم اے کی گورنمنٹ نے 12 ملین سے بڑھا کر 15 ملین کر دیا ہے اور اس کے علاوہ چترال کیلئے خصوصی 15 ملین روپے رکھے گئے ہیں جو آج تک کسی گورنمنٹ نے نہیں دیئے ہیں جس کیلئے میں ایم ایم اے کی گورنمنٹ کا نہایت مشکور ہوں اور یہ یہاں پر میں چیلنج کرتا ہوں کہ ساٹھ سال میں Minority کیلئے جتنے کام ہوئے ہیں، اس سے دو گنے ان پانچ سال میں ایم ایم اے کی گورنمنٹ نے، اس کیلئے فنڈ مختص کئے ہیں جو کہ ایک ریکارڈ ہے اور میں یہاں پر سب کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں کہ انہوں نے Minority کے لیے کتنے کام کیے ہیں اور ایم ایم اے کی گورنمنٹ نے کتنے کام کئے ہیں؟ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ جب ایم ایم اے کی گورنمنٹ آئی تھی تو یہ ڈر پیدا ہو گیا تھا کہ اقلیتی لوگوں کے ساتھ نہایت ہی برا سلوک کریں گے لیکن انہوں نے جو فنڈز فراہم کئے ہیں یہ ایک بہت خوش آئند بات ہے۔ اس کے علاوہ میں منسٹر ہیلتھ سے توجہ چاہوں گا۔ توجہ نہیں ہے سر۔

جناب سپیکر: The Honourable Minister for Health ، ذاکر اللہ صاحب، آپ اپنی نشست پر چلے جائیں، یہ ہیلتھ کے بارے میں کچھ فرما رہے ہیں جی۔

جناب گورنر سن لال: ہاں، میں منسٹر ہیلتھ کی توجہ چاہوں گا جنہوں نے ایک مہربانی کی تھی اقلیتوں پہ، کہ میڈیکل کالج میں ان کیلئے انہوں نے ایک سیٹ مختص کی ہے کوٹے میں، تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ ہر ایک میڈیکل کالج میں اگر ایک ایک سیٹ دی جائے تو یہ ان کا اقلیتوں پہ بہت بڑا احسان ہو گا اور وہ میڈیکل میں اپنے فرائض اچھے طریقے سے انجام دیں گے تو میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ہماری تجاویز پر ضرور عمل کریں گے۔ چونکہ آخری سال ہے اس لیے وہ ہم پر ایک نہایت ہی مہربانی عنایت کریں گے، اگر ہر ایک

میڈیکل کالج کے لیے کوٹے کے طور پر ایک ایک سیٹ مختص کریں۔ اس کے علاوہ میں ایجوکیشن منسٹر صاحب سے یہ بات کروں گا کہ اکیلا یہ نہیں ہے کہ ہم نے زیادہ رقم تعلیم کیلئے رکھ دی ہے اور اس سے وہ مسائل حل ہو جائیں گے، اس کیلئے یہ ہے کہ ہمیں اساتذہ کے مسائل پر توجہ دینا ہوگی، جب تک استاد مطمئن نہیں ہوگا، وہ نتائج ہم حاصل نہیں کریں گے۔ اس میں میری ایک تجویز ہے کہ پرائمری سطح پر Educated لوگوں کو لایا جائے تاکہ ہماری جو بنیاد ہے، وہ جب مضبوط ہوگی تب ہی بلڈنگ مضبوط ہوگی۔ میں نے باہر ملکوں کے تعلیمی Data سے معلومات حاصل کی ہیں، ان کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ انہوں نے پرائمری سطح پر جو ہے، ایم اے اور پی ایچ ڈی لوگوں کو لایا ہے، یہی وجہ ان کی کامیابی ہے اور یہاں ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ جو بالکل نہیں سمجھتا، اس کو ہم پرائمری سطح پہ لے آتے ہیں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں سپیکر صاحب، کہ آپ نے ہمیں موقع دیا۔

جناب عنایت اللہ (وزیر صحت): یو وضاحت ستا سو پہ اجازت سرہ کومہ، باقی بہ خپل تقریر دوی جاری ساتی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ باقی چیزوں کی وضاحت تو اپنی جگہ آخر میں ہوتی رہے گی انشاء اللہ، Demands for Grant ہیں، اس میں بھی کریں گے لیکن فیلکس اینو سینٹ صاحب نے ایک نکتہ اٹھایا ہے کہ خیبر میڈیکل کالج کے اندر لڑکیاں اور لڑکے اکٹھے ایک ہاسٹل میں رہتے ہیں، ایک Premises کے اندر رہتے ہیں تو میں ذرا وضاحت کرنا چاہوں گا کہ خیبر میڈیکل کالج کے اندر لڑکیوں کیلئے الگ ہاسٹلز ہیں اور لڑکوں کے الگ ہاسٹلز ہیں۔ اس قسم کی کوئی Situation نہیں ہے۔ مجھے وضاحت کرنے دیں، البتہ Khyber Teaching Hospital کے اندر یہ مسئلہ ہے کہ وہاں ہاسٹل، ایک ہاسٹل ہے اس میں Families کے ساتھ کچھ لوگ رہتے ہیں، Families کے ساتھ TMOs جو ہوتے ہیں

جناب فیلیکس اینوسینٹ: نہیں نہیں، سنگل ہیں۔ سنگل ہیں، سنگل ہیں وہاں پر۔

جناب عنایت اللہ خان (وزیر صحت): سنگل نہیں، کوئی بھی ایسی Situation نہیں ہے اور اگر ہو تو ہم اس کی تلافی کریں گے لیکن Families اکٹھے رہتے ہیں۔

جناب فیلیکس اینوسینٹ: نہیں سر، سنگل رہتے ہیں۔ میں Confirm ہوں اس بات پر۔ آپ یہ، Khyber Teaching Hospital کی میں بات کر رہا ہوں، وہاں پر ہیں اور آپ دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: یہ دیکھ لیں آپ۔ جی، سید قلب حسن صاحب۔

جناب سید قلب حسن: شکریہ، جناب سپیکر۔ بجٹ پر تو ہمارے سینئر پارلیمنٹیریز نے کافی Discussion کی ہے۔ میں کوہاٹ کے حوالے سے خصوصاً ایجوکیشن اور ہیلتھ کے حوالے سے کچھ گزارشات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا اور منسٹر صاحبان کی توجہ، جناب سپیکر، کوہاٹ جنوبی اضلاع میں ایک مرکز کی حیثیت رکھتا ہے اور میرا جو حلقہ ہے، PF-38، یہ پورا کوہاٹ سٹی جو ہے، یہ میرا حلقہ ہے اور اس میں اور کزئی، پاڑا چنار، ہنگو، کرک، ٹل، بنوں ان تمام علاقوں کے لوگ یہاں کوہاٹ میں رہائش پذیر ہیں۔ مجھے یہاں پر ذرا افسوس ہوتا ہے کہ جب اے۔ ڈی۔ پی کی بات ہوتی ہے تو وہاں پر میرے کوہاٹ سٹی ایریا اور باقی دوسرے حلقوں کے فنڈ برابر ہوتے ہیں۔ میں نے کوہاٹ سٹی کے سکولوں کے دورے کئے ہیں اور آپ یقین کریں کہ ہر کلاس میں سو ایک سو بیس لڑکے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اب یہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ ہماری حکومت ان کو زمین Provide نہیں کرتی جس کی وجہ سے ہم شہر میں نئے سکول نہیں بناتے۔ میں وزیر تعلیم کی توجہ چاہوں گا کہ ہمارے بعض سکول ہیں، ہائی سکول، یہ ہمیں چار دیواری، گروپ لیٹرین، پانی کیلئے پیپے پرائمری سکولوں کیلئے تو دیتے ہیں لیکن ہائی سکولز جتنے بھی ہیں کوہاٹ میں، ان کیلئے ہمارے پاس صوبائی اے۔ ڈی۔ پی میں کوئی فنڈ نہیں ہوتا کہ وہاں پر اگر ان کو گروپ لیٹرین کی ضرورت ہو، تاکہ ان کو Provide کریں۔ ہمارے کچھ ایسے سکولز ہیں، ہائی سکولز جن کی چار دیواری نہیں

ہے اور جب وہ لوگ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں تو ہمارے پاس کوئی ان کیلئے مثبت جواب نہیں ہوتا۔ کوہاٹ میں دو ہائی سکول ہیں، بوائز، ایک محمد زئی ہائی سکول اور دوسرا کاغذی ہائی سکول۔ گزشتہ دو سالوں سے میں محکمہ تعلیم کو درخواستیں بھی دے رہا ہوں کہ یہ دونوں سکول کسی بھی وقت گرنے والے ہیں اور ابھی پچھلے سال، محمد زئی اور کاغذی، پچھلے سال محکمہ تعلیم نے، میرا خیال ہے سفارشات پیش کیں ہیں، انہوں نے منظوری دی ہے لیکن ابھی تک ان کیلئے فنڈ ریلیز نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ گریڈ کالجز میں، وزیر تعلیم صاحب، Evening Shift ہم نے شروع کی ہے جو صرف سائنس کلاسز کی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس سال آرٹس کی کلاسیں بھی وہاں پر Evening Shift میں شروع کی جائیں۔ جناب والا، وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد نے دورہ کوہاٹ میں محکمہ صحت کو ہدایت کی تھی کہ Rehabilitation Programme میں جتنے بھی بی ایچ یوز، آر ایچ سیز اور ڈسپنسریاں ہیں ان میں مرمت کا کام کیا جائے۔ اس سلسلے میں، میں نے وزیر تعلیم صاحب کو بھی، کافی دفعہ ان کے ساتھ ملاقات کی ہے لیکن گزشتہ چار سالوں میں میرے حلقے کے کسی بی ایچ یو، آر ایچ سی یا ڈسپنسری میں ایک پیسے کا کام نہیں ہوا۔ عنایت اللہ صاحب سے یہ گزارش ہے اور پورے کوہاٹ میں دو ہسپتال ہیں، ایک زنانہ Hospital اور دوسرا District Headquarter Hospital، یہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ انہوں نے ایمر جنسی ریلیف کیلئے کوہاٹ کو میڈیسن میں 18 لاکھ روپے دیئے ہیں اور ہنگو کو 25 لاکھ روپے دیئے ہیں۔ کوہاٹ کے جو OPD Patients ہیں ان کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ چالیس ہزار ہیں اور ہنگو کی انہوں نے ستر ہزار اوپی ڈی Show کی ہے۔ اس سلسلے میں، میرا خیال ہے کوئی ڈیڑھ مہینہ، میں ان دفاتروں کے چکر کاٹا رہا ہوں، کوہاٹ اور ہنگو میں اس طرح فرق ہے جس طرح پشاور اور پی پی میں، Finance میں گیا ہوں ان کا جو بجٹ آفیسر ہے، ان سے میرا رابطہ ہوا ہے، سیکریٹری کو کہا ہے لیکن اس میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ میری گزارش ہے کہ یہ جو 90 ملین روپے آپ لوگوں نے مختص کیے تھے اگر اس سال ہمیں آپ لوگوں نے وہ

فنڈ ریلیز نہیں کیا تو Next year یہ فنڈ ہمارے لیے ڈبل کیا جائے۔ اس کے علاوہ ہسپتالوں میں سر، یہ مسئلہ بھی، میں نے چیف منسٹر صاحب کو کہا ہے وزیر صحت کو بھی کہا ہے کہ وہاں ایک چوکیدار، ایک چڑا سی تین تین، چار چار وارڈوں میں کام کرتا ہے۔ ابھی تک بھرتیاں یہ لوگ نہیں کر رہے ہیں، مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ ان کو کیا مسئلہ ہے؟ نائب قاصد کی پوسٹیں ہیں، کوئی غریب بندہ تو اس پر بھرتی ہو جائے گا۔ جناب والا، Drinking Water کے حوالے سے، چیف منسٹر صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں انہوں نے اعلان کیا ہے چار کروڑ روپے کا کوہاٹ میں تو میری گزارش یہ ہے کہ وہ ان محکموں کو ہدایت کریں کہ وہ پیسے، اگر یہ تین چار مہینے میں خرچ نہیں ہوئے تو اس اعلان کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ ورکس اینڈ سروسز پبلک ہیلتھ، جناب والا، کوہاٹ میں روڈز کے حوالے سے میں کچھ گزارشات کروں گا۔ روڈز، یہ مجھے بھی دو کلو میٹر یا تین کلو میٹر دیتے ہیں اور حلقہ 37 اور 39 کو بھی دیتے ہیں حالانکہ کوہاٹ، میری ریکویسٹ یہ ہے کہ جو بڑے شہر ہیں جس طرح پشاور ہے، ایبٹ آباد ہے، مانسہرہ ہے، صوابی ہے، مردان ہے، ان کے فنڈز میں اور عام حلقوں کے فنڈز میں، کم از کم ان کو چاہیے کہ تھوڑا فرق ہو کیونکہ وہاں پر لوگوں کے ڈیمانڈ زیادہ ہوتے ہیں اور دیہاتوں میں اتنے زیادہ نہیں ہوتے۔ جناب والا، ہمارے منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ صوابی میں ہم نے پانچ گرنز کالج شروع کئے ہیں، ہمارے کوہاٹ میں، میں ان کا بہت مشکور ہوں کہ نو کروڑ روپے کی لاگت سے ایک کالج پر کام شروع ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اس کالج سے ہمارے مسائل حل ہونگے۔ اس نئی اے ڈی پی میں انہوں نے کہا ہے کہ اکیس کالج ہم نئے اور بنائیں گے تو میری ایک ریکویسٹ ہے ان سے کہ اس میں کوہاٹ کیلئے ایک گرنز کالج کا اور اعلان کرے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو۔ اس کے علاوہ سر، پولیٹیکنک کالج جو کوہاٹ کا بہت پرانا کالج ہے، ہر جگہ پر B-Tech کی کلاسیں شروع ہو گئیں ہیں لیکن کوہاٹ میں ابھی تک، حالانکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کی ہدایت بھی دی ہے لیکن ابھی تک وہ کلاسیں شروع نہیں ہوئیں۔ B-Tech، پولی ٹیکنیک کالج دے دا، شتہ، Feasibility Report سب کچھ

وہاں پر ٹھیک ہے لیکن ان کے اعلان کی ضرورت ہے۔ جناب والا، ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کوہاٹ میں تھا جو پچھلے ہمارے گورنر صاحب نے خالی کرایا تھا اور وہ ووکیشنل سنٹر ایک TMA کے گودام میں اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔ میری گزارش ہے صوبائی حکومت سے کہ زمین ان کے پاس ہے، بلڈنگ کی ضرورت ہے، اگر اس اے۔ ڈی۔ پی میں بلڈنگ کے لیے کچھ فنڈ رکھ دیں۔ اسی کے ساتھ سر، میرا خیال ہے کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں But اس سے تو میں بہت، شکریہ سر، Thank you very Much

جناب سپیکر: نہیں نہیں، ایسی بات نہیں ہے، مہربانی۔

آواز: ٹی بیک۔

جناب سپیکر: استدعا ہے یا کہ Dictation ہے؟ اچھا، اجلاس چائے کے وقفے کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے چائے کیلئے ایوان کی کارروائی ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب امانت شاہ: سپیکر صاحب، یو قرارداد دے، ہاں جی۔ دے قرارداد پہ بارہ کبن ما اووئیل چہ کہ رولز Suspend کریں او تاسو د رول 240 لاندے مالہ اجازت را کریں۔

جناب سپیکر: اودریرہ دا خو هغوی، کوم قرارداد دے؟

جناب امانت شاہ: دا وزیرستان والا دے، جی۔

جناب سپیکر: نو مطلب دا دے چہ هغوی سرہ خبرہ شوے وہ، اخلاقی طور لبر، مطلب دا دے چہ د هغوی انتظار پکار دے۔ جناب مٹمر شاہ صاحب۔

(تالیاں)

جناب مشر شاه: شکریہ جناب سپیکر صاحب، چہ تاسو مالہ پہ بجٹ باندے د تقریر کولو موقع را کرہ۔ زہ خوبہ دا او وایمہ چہ الحمد للہ دا واحد حکومت دے چہ راغلے دے، خہ خلور نیم کالہ غالباً اوشول او دا پنجم نمبر بجٹ پاس شونو دا بالکل د مبارکبادی لائق حکومت دے چہ دوی پہ کوم انداز باندے بجٹ پاس کرے دے او هغے تہ ئے عملی جامہ اغوندولے دہ۔ جناب سپیکر صاحب، الحمد للہ مخکبے ہم مونبرہ حکومتونہ لیدلی دی او دا حکومت ہم مونبرہ سئی کرو۔ مونبرہ دا تصور ہم نہ وو چہ یرہ پہ صوبائی حکومت کبن ہم دومرہ طاقت وی او دومرہ خہ کولے شی۔ مخکبے حکومتونہ راغلی دی خو مونبرہ پہ سترگو ہم پہ خپلو علاقو کبن د هغوی چرتہ هډو خہ لیدلی نہ دی۔ چہ کومے پسماندہ علاقے وے نو هغه به نورے پسماندہ کیدے او چہ کومے هغه ترقی والا وے نو هغے له به ئے خہ لږ ډیر ورکول۔ الحمد للہ مونبرہ جناب درویش وزیر اعلی صاحب د 24 ضلعو بار بار دورے او کرے او په هره دورہ کبن ئے د کروړنو او اربونو روپو د کارونو اعلانونه او کرل او هغے تہ ئے عملی جامہ واغوندولہ۔ د دے نہ علاوه مخکبے مونبرہ داسے چرتہ کبن نہ دی لیدلی، زہ که د خپلے حلقے خبره او کر مه چہ تقریباً په چارسده کبن دریم نمبر تحصیل دے، خلور ځله مونبرہ له وزیر اعلی صاحب راغلے دے او هلته کبن ئے د کروړنو روپو اعلانونه کری دی او تقریباً هغے تہ ئے عملی جامہ اغوندولے دہ۔ الحمد للہ دا یو حقیقت دے او پتیدو والا څیز نه دے۔ جناب سپیکر، ستاسو په وساطت سره، ستاسو هم ډیره زیاته شکریه ادا کوؤ چہ تاسو خلور کالہ په کوم انداز باندے، بلکه دا پنجم بجٹ دے، په کوم انداز باندے د اسمبلۍ دا هاؤس او چلولو، یقیناً تاسو ته هم مونبره ډیر زیات مبارکباد درکوؤ او ډیره شکریه ادا کوؤ تاسو (تالیاں) جناب سپیکر، تقریباً هغه بله ورځ زمونبره د شیدو په حواله سره یو میټنگ و و چہ په هغے کبن زمونبره گران او محترم ورور امانت شاه صاحب هم وو او د هغوی چہ

کوم متعلقہ افسران وو نو هغوی ټول راغلی وو۔ هغوی مونږه ته دایوه عجیبه غوندې خبره اوکړله چه ستاسو د حکومت نه مخکېنه تقریباً اوه سمال ډیمونه جوړ شوی دی او په دې حکومت کښ، تقریباً په دې څلور، څلورنیمو کالو کښ اوه سمال ډیمونه جوړ شول او پینځه نور چه کوم دی نو د هغې ټینډرې شوی دی۔ جناب سپیکر، زمونږه اکثر ملگری وائی چه په دې بجهت کښ د غریب عوام دپاره هیڅ نشته، دا بجهت چه کوم دې نو دا به انصافې سره جوړ شوې دې او مختلف اعتراضونه کوی۔ عجیبه خبره دا ده چه دغه سمال ډیمونه، په کومو علاقو کښ چه جوړ شوی دی، حقیقت دا دې چه هغه انتهای پسمانده علاقې دی او هغوی ته په هغې کښ چه کوم ریلیف ملاؤ شوې دې نو د دې څوک سوچ قدرې هم نشی کولې۔ چه په کومو علاقو کښ دا جوړ شوی دی او په کومو کښ تقریباً جوړیدو والا دی او چه د کومو ټینډرې شوی دی۔ جناب سپیکر، دا د دې صوبې خوش قسمتی ده چه دا یم۔ ایم۔ اے حکومت خدائے پاک دې صوبې ته ورکړې دې او حقیقت پتیدو والا نه وی، انشاء الله، انشاء الله هغه وخت به راشی چه د دې حکومت په برکت سره به دا صوبه په غلو او په دې څیزونو باندې، انشاء الله خود کفیل شی، د بل نه غوښتنو والا نه، بلکه بل له ورکولو والا به جوړه شی۔ جناب سپیکر صاحب، زمونږه گران او محترم ورور پیر محمد خان صاحب په خپل بجهت تقریر کښ یوه خبره اوکړله چه سراج پبلک سکول، قاضی صاحب پبلک سکول، درانی صاحب پبلک سکول، مفتی محمود پبلک سکول او دارنگه فضل علی صاحب پبلک سکول، دا وړې وړې منصوبې دی نو پکار دا وه چه په دې نومونو باندې دوئ ډیرې غټې غټې منصوبې جوړ کړې وې او لوئې لوئې، مطلب دا دې کالجونه ئې جوړ کړې وې، هسپتالونه ئې جوړ کړې وې، دارلعلوم ئې جوړ کړې وې۔ دارلعلومونه خو الحمد لله د دې خلقو کار دې او جوړ کړی ئې دی، په تمام پاکستان کښ نه بلکه

په تمامه دنيا کښن چه څومره دارلعلومونه نو دا خود دوي دي نو په هغه کښن خو هډوڅه خبره نه جوړيږي خو زه به اووايمه چه په دې دور حکومت کښن تقريباً څه 78 پورې کالجونه، دغه رنگې په هره ضلعه کښن هيد کوارټر هسپتال، په هره ضلعه کښن د اربونو روپو کار، بلکه زه که خپلې حلقي ته لاړشمه او د هغه خبره او کړمه چه حاجيښي Bridge چه د پيرې زمانې نه، مطلب دا دې چه زمونږه يوه زړه منصوبه وه او بار بار مود دې مطالبې کولې، هغه مطالبه زمونږه حل کيدله نه. شبقدر ته د تحصيل درجه، دا زمونږه يوه عظيمه مطالبه وه، حل کيدو والا نه وه چه دا چا حل کړې وې. دغه رنگ شبقدر هسپتال ته درجه ورکول، کيتگري. سي ته راتلل او دغه رنگ په شبقدر کښن ډگري کالج جوړول، په تمامو اضلاع کښن تقريباً ترقياتي کارونه کول، زما په خيال سره د هريو، دا چه کوم دې نو مفتي محمود، قاضي حسين احمد (دام برکاته)، دا رنگ سراج الحق صاحب، دراني صاحب، زمونږه وزير تعليم صاحب، دا ټولې د دوي منصوبې دي او مطلب دا دې دې ټولولو هم د دوي نوم انشاء الله ورکړې شوې دې نو الحمدلله څومره لويې لويې کارونه چه اوشول، د هغه څوک سوچ هم نشي کولې او په هغه کښن غريبو ضلعو ته، مطلب څومره ريليف ورکړې شوې دې او زه خوبه دا اووايمه چه اکثر دا اعتراض کيږي چه يره فنډ چه راځي نو بنون ته لاړو، فنډ ډيره اسماعيل خان ته لاړو يا بونير ته لاړو يا دير ته لاړو نو دا خو زما په خيال ډيره د خوش قسمتي خبره ده چه په دې حکومت کښن هم د دغه اضلاع حصه پيدا شوله، د دې نه مخکښې خو دغه غريبو ضلعو ته هډو چا کتلي هم نه دي. د دير حالت ما مخکښې ليدلي وو، د بونير مې هم ليدلي وو، د بنون مې هم ليدلي وو، د ډي آئي خان مې هم ليدلي وو چه په دغه اضلاع کښن خلکو ته کوم تکاليف وو نو يقيناً دا حکومت د مبارکبادي لائق حکومت دې چه دغه ضلعو ته دوي، چه کوم دې نو گرانټ ورکړو او دغه له ئې د ترقي په لاره باندې تک

ورکړو چه دغه د ترقی په لاره باندې لاړلې۔ یقیناً دا د صد تحسین قابل خبره ده (تالیاں) چه مطلب دا دے چه دوئ له ئے دغه ورکړو۔ د دے نه علاوه جناب سپیکر صاحب، الحمد للہ دا واحد حکومت دے چه دوئ، تقریباً په 1991 کښ یو عظیم سیلاب راغلے وو چه تقریباً د نوشهره نه خوا په دوه دوه کلومیټره کښ دا اوبه روانه وے خو مونږه په هغه دور کښ یو تیلے دا وړو نه ده لیدلے چه چا، چاله ورکړے وه یا چرته کښ یو کلو غوړی ئے ورله ورکړی یا چرته کښ یو کلو چینی ئے ورله ورکړی وې۔ الحمد للہ چه په 2005 کښ کله سیلاب راغے، زما حلقے سره متعلقه چه کوم ځایونه وو، زما په خپل لاس باندے تقریباً اولس لکھے روپئی، هغه کسان چه څوک وفات شوی یا زخمیان شوی وو نو هغوی ته زما په لاس باندے ملاؤ شوے۔ د دے نه مخکښے مونږه دا څیز هډو کله لیدلے هم نه وو چه د چا کور ته اوږه رسیدلې دی یا هغوی ته خیمے رسیدلے دی یا نور څه ریلیف ورته رسیدلے دے نو دا یقیناً د دے حکومت کارنامے دی، په نورو کښ مونږه چرته کښ دا نه دی لیدلې او په بل حکومت کښ مونږه دا نه دی لیدلې چه وزیر اعلیٰ صاحب د راځی او هغه د، مطلب دا دے چه په سیندھونو باندے گرځی، د خلقو په وړانو ویجاړو کورونو کښ د گرځی یا مانسهره، په هغه پنځو ضلعو کښ، مطلب دا دے چه زلزله راځی او د زلزلے په عین ټائم کښ هیلې کاپټر گرځی چه هر طرف ته دوږے روانے وی، هر طرف ته چه کوم دے زمکه خوځیږی، دا یقیناً یوه ډیره لویه جرأت مندی ده چه زمونږه وزیر اعلیٰ صاحب بروقت هلته کښ ځی او بروقت اعلانات کوی او هغه ته عملی جامه اغوندوی، یقیناً دا ډیره لویه خبره ده۔ اوس که دا خبره څوک پټوی نو هغه جدا خبره ده خو مقصد دا دے چه دا د پټیدو والا خبرے نه دی۔ الحمد للہ، دے حکومت چه کومے کارنامے اوکړلے نو هغه څوک برداشت کولے نشی۔ هغه څوک برداشت کولے نشی چه د سرکونو ئے کوم جال جوړ کړو، زمونږه په حلقے

کبن سینتیرز تیر شوی دی، ایم-پی-ایز پکبن راغلی دی، ایم-این-ایز پکبن راغلی دی، وزراء پکبن راغلی دی او مخکبنی به نه خو، نور هم پکبن ډیر ډیر خه راغلی دی خو مونږه د هغوی دلاسه داسه غټ کار هډو چرته کبن لیدلے نه دے۔ زما ضلعه تقریباً شپږمه اوومه ضلعه ده او بیا زما شبقدر چه کوم دے نو په داسه علاقه کبن واقع دے چه هغه 25 متنازعه دیهات چه کوم دی نو هغه هم زما سره تړلی دی لیکن د هغه باوجود، زما نه مخکبنی 54 سال تیر شوی دی، جناب سپیکر صاحب، ستاسو په وساطت سره زه په فخر باندے الحمد للہ نن وئیلے شم چه زه، هغه 54 ساله چه کومه زندگی مخکبنی تیره شوے ده او په دے کبن چه کوم حکومتونه راغلی دی، چیلنج ورکومه چه زما د دے څلور نیمو کالو کار کردگي سره د، هغوی د زما سره مناظره او کړی، که زما کارونه د هغوی سره برابر وو نو هم په دے فلور باندے دا خبره زه کومه چه زه به استعفی ورکوم، (تالیاں) د 54 کالو متعلق دوباره دا خبره کومه چه زه چیلنج ورکومه چه هغوی د ما سره مناظره او کړی که د هغوی کارونه زما د کارونو سره برابر وو نو هم به زه استعفی ورکوم او که زما کارونه ترے نه زیات وو نو انشاء الله چه دا بیا یقیناً د دے حکومت کارنامه ده او دا دهغه بزرگانو، چه د کومو نومونه بار بار اغستے کړی نو دا د هغوی کارنامه ده او جناب سپیکر صاحب، دا ستاسو برکات دی، بلکه د هر یو منستر الحمد للہ برکات دی چه هر یو منستر، چه کومے د هغوی متعلقه محکمے دی د هغه نه ئے څومره کارونه په دغه علاقه کبن کړی دی، د هغه څوک مثال نشی پیش کولے۔ الحمد للہ، ایریگیشن کبن چه څومره کارونه شوی دی، د هغه څوک مثال نشی پیش کولے۔ په دغه علاقه کبن، په ایریگیشن کبن چه کومے کپلے کیدلے نو د هغه څوک هم سوچ نشی کولے چه یره دغه خلقو څومره کپلے کړی دی او اوس چه څومره کارونه

منظر عام ته راغلی دی، د هغے خوک مثال نشی پیش کولے۔ د و آبه کینال،
جناب سپیکر، زمونږه په شبقدر کښ یوه عظیمه منصوبه وه۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف بائیکاٹ ختم کر کے ہال میں دوبارہ داخل ہوئے)

(تالیاں)

جناب مشر شاه: جناب سپیکر صاحب، زه ستاسو په وساطت سره د اپوزیشن د
مشرانو قدرمنو، د هغوی ډیره شکریه ادا کومه چه د بجت په دے اجلاس کښ
ئے ملگرتیا او کړله۔ جناب سپیکر صاحب، زمونږه شبقدر داسے یوه علاقه وه چه
هغے ته یو وړ کوټے غوندے سکول قدرے چانه ور کولو۔ په دے حکومت کښ
تقریباً آټه هائی سکولونه جوړ شول۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: مشر شاه صاحب! تقریر مختصر کړه، تاسو ته خو ډیر څه ملاؤ شوی
دی اوس به هغه خلق هم وائی چه چاته څه ملاؤ شوی نه دی، او جی۔

جناب مشر شاه: یو څو غټے غټے خبرے به اوکړمه۔ لږ غوندے تائم ستاسو نه
غواړمه، خیر دے ډیر تائم نه غواړم، لږ تائم جی۔

جناب سپیکر: جی، مختصر ئے کړه۔

جناب مشر شاه: جناب سپیکر صاحب، الحمد لله د دے حکومت لوائے
کار نامه دی۔

جناب حسین احمد کانجو (وزیر سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی): پوائنټ آف آرډر۔

جناب سپیکر: جی، په پوائنټ آف آرډر باندے ولاړ دے، حسین احمد کانجو
صاحب۔

نکتہ اعتراض

وزیر سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی: شکریہ جناب سپیکر، زہ د حزب اختلاف د ٲولو لیڈرانو او د هغوی د ممبرانو صاحبانو انتہائی مشکوریہ چہ هغوی زمونہ پہ درخواست باندے ایوان تہ تشریف راوړو۔ هغوی چہ پہ کومو خبرو باندے احتجاجاً وتلی وو نو هغه قانونی کومہ نکتہ چہ عبدالاکبر خان صاحب اوچتہ کړے وه او چہ پہ هغے کښ ایډوکیٲ جنرل بیا خہ وخت غوښتلے دے نو انشاء اللہ تعالیٰ مونہ ہم دا وعده کړے ده چہ یرہ دوه درے ورځو کښ هغوی خہ حل راویستلو نو هغه به انشاء اللہ حل کوؤ۔ تر څو پورے چہ د دوی د اے۔ډی۔ پی په حوالہ سرہ شکایتونه وو، خہ ذاتی شکایتونه او د پارټی په حوالہ او د ممبرانو، وزیر اعلیٰ صاحب سرہ د دوی مونہ ملاقات او کړو او هغوی ډیر په کهلاؤ زړه سرہ د دوی ټولے خبرے او گیلے شکوے واوریډلے او د دوی اطمینان د هغوی د خبرو سرہ اوشواو زمونہ په هغه درخواست باندے هغه جرگہ هم کامیابه شوه نو زہ د دوی انتہائی مشکوریہ چہ دوی په اطمینان سرہ او زمونہ په وعده باندے چہ انشاء اللہ چہ څومره وعدے شوے دی نو مونہ به د هغے د پوره کولو کوشش کوؤ او زمونہ دوی تہ هم درخواست دے چہ حسب سابق چہ دا ایوان دوی څنگه په تعاون سرہ، د دے حکومت سرہ چلولے دے نو هغه شان به ئے د چلولو کوشش کوؤ۔ ډیره مهربانی، شکریہ۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: لیڈر آف دی اپوزیشن، جناب شہزادہ محمد گتاسپ خان صاحب۔

شہزادہ محمد گتاسپ خان: شکریہ، سپیکر صاحب۔ ہمارا جو موقف تھا پہلے سے، وہ یہ تھا کہ ہم ہاؤس کی کارروائی Smooth طریقے سے چلائیں، صوبہ سرحد کی عوام کا یہ بجٹ ہے تاکہ اس میں ہم Contribute کر سکیں۔ ہمارے ساتھ Consultation ہو، بات چیت ہو تو آخر Good sense

prevailed، خدا نے کیا کہ ہم آپس میں بیٹھیں اور جو باتیں تھیں، کھلے طریقے سے ہم نے سامنے رکھیں اور ہمارا جو ایک ٹیکنیکل پوائنٹ آپ کے سامنے آیا تھا، اس پر بھی ہماری بات چیت ہوئی اور باقی جو مسائل تھے ان پر بھی بات چیت ہوئی تو انشاء اللہ، جیسے ہم چاہتے تھے کہ آپس میں مل بیٹھ کر ہم لوگوں کے معاملات حل کریں تو ایسی فضاء ایک دفعہ پھر قائم کی۔ ہماری طرف سے نہ پہلے کبھی ایسا ہوا ہے نہ آئندہ کبھی ہو گا اور ہم چاہتے ہیں کہ مل ملا کر صوبہ سرحد کے عوام کی خدمت کر سکیں اور اپنے لئے ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے لیکن جہاں تک ہمارے لوگوں کا حق ہے، جہاں تک ہماری Constituencies میں جو لوگ بستے ہیں، ان کا حق ہے تو اس پر ہم کوئی Compromise نہیں کر سکتے تھے اور یہی جذبہ اسی طرف سے بھی سامنے آیا تو ہم ہاؤس میں آگئے Thank you very much۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: ابھی معزز اراکین اسمبلی، کیونکہ کل بجٹ پر بحث کا آخری دن ہے اور جناب وزیر خزانہ صاحب Wind up speech، اپنی تقریر بھی کل کریں گے تو اس کیلئے میری رہنمائی فرمادیں، میری رہنمائی کریں۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! آپ کی بات صحیح ہے کہ Under rules جو چار دن ہیں، کل وہ ختم ہو رہے ہیں اور Last day ہے اور Last day میں وہ Wind up speech بھی کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ میں بذات خود، اپنی ذات کے متعلق کہہ رہا ہوں کہ میں نے دو راتیں اس پوائنٹ آف آرڈر کی تیاری کی تھی تو میں آپ سے ریکویسٹ کرونگا کہ کل آپ مجھے ٹائم دے دیں۔ باقی اگر بعض ممبران کا ٹائم، وقت رہ گیا ہے اور انہوں نے Speeches نہیں کی ہیں تو دو دو، چار چار منٹ اگر ان کو ابھی دے دیں یا پھر صبح دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، مطلب یہ ہے، آپ سینڈ ٹائم میں اجلاس کو مناسب سمجھتے ہیں یا کہ کل؟ جس طرح چاہتے ہیں آپ لوگ فیصلہ کر لیں۔

جناب عبدالاکبر خان: کل اگر ختم نہیں ہوا تو سیکنڈ ٹائم کر لیں گے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، خیر جمعہ دہ خو ۱۰ گورو بہ، جی اچھا۔

جناب عبدالاکبر خان: نماز کے بعد سیکنڈ ٹائم نہیں ہو سکتا ہے سر؟

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے، ہو سکتا ہے۔ بشیر بلور صاحب! وہ قرارداد جو آپ نے، مطلب یہ ہے، ہاں ہاں۔

رومبے خود رولز Suspension کیلئے کہہ دیں۔

جناب امانت شاہ: اس کے ساتھ میں نے Share کی ہے جی۔

جناب سپیکر: ہاں ہاں، جناب رومبے خود رولز Suspension -----

قاعدہ کا معطل کیا جانا

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر صاحب، رول 240 کے تحت رول 124 کو، رول 240 کو

Suspend کر کے 124 کے تحت مجھے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: امانت شاہ صاحب د رول 240 لاندے د رول 124 Suspension

استدعا کوی نو آیا ایوان د دے خبرے هغوی ته اجازت ورکوی چه رولز 240

لاندے د رول 124 Suspend کرے شی او هغوی ته د قرارداد پیش کولو

اجازت ورکری شی؟ خوک چه د دے په حق کبن وی نو هغوی د په هاں کبن

جواب ورکری او خوک چه د دے په مخالفت کبن وی نو هغوی د په ناں کبن

جواب ورکری۔ لہذا ایوان امانت شاہ صاحب ته اجازت ورکرو چه هغوی

قرارداد پیش کری۔

قرارداد مذمت

جناب امانت شاہ: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ دائت قرار داد دے داپوزیشن او حکومت د دوارود جانب نه "یه اسمبلی شمالی وزیرستان کے دتہ خیل کے دینی مدرسے پراتحادی افواج کی بمباری سے 28 معصوم پختونوں اور مسلمانوں کی شہادت کی شدید مذمت کرتی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ یہ حملہ ڈنواڈولہ اور باجوڑ کے دینی مدرسے پر حملوں کا تسلسل ہے لہذا یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ اپنی خارجہ پالیسی تبدیل کر دیں، بیرونی مداخلت ختم کریں اور اپنی عوام کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنائیں اور شہداء کے لواحقین کے دلجوئی کے لئے ان کے ساتھ مالی تعاون کریں"

جناب سپیکر: جی، بشیر احمد بلور۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب، تاسو شکر گزار یمہ خوزما یوہ داسے بدقسمتی غوندے ده چه کومه Important خبره زه او کرم نو حکومت په هغه کبن فتافت شریک شی۔

جناب سپیکر: خه خیر دے، دومره د تنگدلی نه کار مه اخله، زړه لوئے کړه۔

جناب بشیر احمد بلور: امانت شاه صاحب فتافت اولیکلو، خو بس خیر دے زمونږه رونه دی، یو شے دے۔ ما پرون هم په دے باندے خبره کوله خو پرا بللم دا وو چه مونږه واک اوټ اوکړو "یه اسمبلی شمالی وزیرستان کے دتہ خیل کے دینی مدرسے پراتحادی فوج کی بمباری سے 28 معصوم پختونوں اور مسلمانوں کی شہادت کی شدید مذمت کرتی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ یہ حملہ ڈنواڈولہ اور باجوڑ کے دینی مدرسوں پر حملوں کا تسلسل ہے۔ لہذا یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ اپنی خارجہ پالیسی تبدیل کر دیں، بیرونی مداخلت ختم کریں اور اپنی عوام کے جان و مال کی تحفظ کو یقینی بنادیں اور شہداء کے لواحقین کی دلجوئی کے لئے مالی تعاون کریں"

جناب سپیکر: قرار داد ہے، ایک ہی ہے؟

محترمہ شگفتہ ناز: جی، یہی ہے۔

وزیر سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی: جناب سپیکر صاحب، دوئی پہ دے قرارداد کبھی لبر ترمیم کومہ، دوئی وئیلی دی چہ "پختونوں اور مسلمانوں" نو دا خبرہ نورہ دغہ کومہ "پختون مسلمان" پکار دے خکہ چہ پبنتون خان لره-----

جناب بشیر احمد بلور: زمونڙه بدقسمتي دا ده چه وزيران صاحبان په دے باندے نه پوهيږي، پښتانه من حيث القوم مسلمانان دي او په پښتنو کښ هېو بل مذهب نشته، چه د پښتون نوم اخلي نو هغه به مسلمان وي۔۔۔۔۔۔۔

جناب امانت شاہ: سپیکر صاحب، ہفتہ Grammatically غلطی دہ، یو پختون ے ترے نہ کم کرے دے۔

جناب بشیر احمد بلور: نه هغوی په کور کېن هندکو وائی، هغوی په کور کېن هندکو وائی-----

جناب سپیکر: پلیر، پلیر، جی، شگفتہ ناز صاحبہ۔

محترمہ شگفتہ ناز: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ "یہ اسمبلی شمالی وزیرستان میں اتحادی افواج کے بمباری کے نتیجے میں اٹھائیس طلباء کی شہادت کی شدید مذمت کرتی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ یہ حملہ ڈنواڈولہ اور باجوڑ ایجنسی پر حملوں کا تسلسل ہے۔ لہذا یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی کو تبدیل کرے، بیرونی مداخلت ختم کرے اور اپنے عوام کی جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنائے۔"

جناب سپیکر: پہ ایوان کینں چہ امانت شاہ صاحب، بشیر بلور صاحب او شگفتہ ناز صاحبے کوم قرارداد پیش کرو، د ایوان نہ رائے اغستے شی چہ دا د پاس کرے شی۔ خوک چہ د دے قرارداد پہ حق کینں وی نو هغوی د پہ هاں کینں جواب

ورکری، خوک چہ د دے پہ مخالفت کبن وی نو هغوی د پہ ناں کبن جواب ورکری۔ لہذا پہ ایوان کبن چہ امانت شاہ صاحب، بشیر احمد بلور صاحب او شگفتہ ناز صاحبے کوم قرارداد پیش کرو، ایوان متفقہ طور هغه پاس کرو۔ اچھا، مشتاق غنی صاحب۔ Speech؟ میرے خیال میں ویسے بھی مذاکرات ہو گئے ہیں۔ (تالیاں)

جناب مشتاق احمد غنی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں اپنے Notes نکال لیتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، مطلب یہ ہے کہ سمری تو وہ، مذاکرات تھے نا۔

جناب مشتاق احمد غنی: نہیں جو Realities ہیں، اس پر تو بات ہوں گی نا، سر۔

جناب سپیکر: اچھا، اچھا۔

جناب مشتاق احمد غنی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

بجٹ برائے مالی سال 2007-08 پر عام بحث

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر، میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا بجٹ پر بات کرنے کا۔ ہمیں اس پر شروع ہی سے ایک اختلاف تھا اور وہ اختلاف تھا مشاورت کا۔ جیسے وزیر موصوف نے بجٹ تقریر پیش کرتے ہوئے کہا کہ ماہرین اقتصادیات سے بھی مشاورت کی، سرحد چیمبر آف کامرس سے کی، انڈسٹری سے کی، ایگریکلچرل سے کی، زرعی انجمنوں، تاجروں، ماہرین تعلیم، مڈیا اور طلباء کے نمائندوں سے بات کی۔ ہمارا پوائنٹ یہ ہے کہ جو بجٹ پاس کرنے والے لوگ ہیں، وہ اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں Whether they are in government or in opposition، مجھے تو معلوم نہیں کہ گورنمنٹ سے یا کسی اور سے انہوں نے مشورہ کیا ہے یا نہیں کیا ہے لیکن ہم جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم سے بجٹ پر کوئی مشاورت نہیں کی گئی اور مجھے تو یہ لگتا ہے کہ شاید وزیر موصوف سے بھی مشاورت

نہیں کی گئی اور وہ بجٹ کی کتاب لیکر یہاں پر آکر، انہوں نے بجٹ پیش کی ورنہ Traditions بھی ہیں اور ضروری بھی ہوتا ہے کیونکہ بجٹ Reflect کرتا ہے آپکے حکومت کی Vision کو اور جملہ مسائل صوبے کے اسمیں Cooperate کئے جاتے ہیں، Development سکیمز کی صورت میں اور یہاں پر ہر حلقے کا نمائندہ موجود ہے جو بجٹ کیلئے اپنے حلقے میں مشاورت کر کے یہاں پر آتا ہے اور جب اس سے آپ مشورہ ہی نہیں کریں اور آپ اے۔ ڈی۔ پی بنادیں اور بجٹ پیش کر دیں تو اس سے یقیناً اپوزیشن کی حق تلفی بھی ہوئی ہے اور دل ازاری بھی ہوئی ہے، جس کے After effects ایک دو تین دن سے آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ مشاورت کر لی جاتی تو شاید یہ بات نہ ہوتی۔ دوسری بات اس میں بجلی کے خالص منافع کے حوالے سے جو کی گئی اور جو ساتھ ہی کمیشن کی بات تھی تو ہم نے پہلے بھی اسکی مخالفت کی کہ اس سے صوبائی حکومت Trap میں آگئی ہے۔ ہم نے ہمیشہ یہ کہا کہ A.G.N.Qazi Formula جو ہے، وہی ایک ایسا فارمولا ہے جس پر اگر عمل کیا جائے اور تمام حکومتوں کا یہ Stance رہا ہے اور اس حکومت کا بھی یہی Stance ہونا چاہئے تھا A.G.N.Qazi formula کے اوپر، لیکن آپ نے دیکھا کہ ابھی اسکے Effects کیا ہوئے کہ جو وعدہ اس میں ہماری پروانیشنل گورنمنٹ نے کیا، جو Agreement، وہ ابھی تک پورا نہیں ہو پایا اور تیسری بات میں یہ کہوٹا کہ اس بجٹ سے، جو سرکاری ملازمین تھے ان کی بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ جیسے مرکزی بجٹ میں کلرکس کو اپ گریڈ کیا گیا اور باقی صوبوں نے بھی اسکی پیروی کی تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر بجٹ میں ہم سے مشاورت لی جاتی تو ہم یہ مشورہ دیتے گورنمنٹ کو۔ ٹیچروں سے بھی یہ وعدہ کیا گیا تھا، اگر ان کو بھی اسی طریقے سے اپ گریڈ کیا جاتا تو ہمارے سرکاری ملازمین Comfortable feel کرتے لیکن ایسا نہیں کیا گیا اور میں اب گزارش کروٹا کہ اس پر گورنمنٹ سوچے کہ یہ سرکاری ملازمین، ایک مہنگائی کا دور ہے اور پندرہ پرسنٹ تنخواہ تو سب ہی نے بڑھا دیا اور ہمارے Province میں بھی بڑھ گئی ہے تو اگرائی اپ گریڈیشن کر دی جائے اور دوسری

بات بجٹ میں پیرامیڈ کس کے سروس سٹرکچر کا ذکر، منسٹر صاحب نے کہا کہ پچھلے بجٹ میں، رواں سال کے بجٹ میں اس کو منظور کیا گیا تھا لیکن جناب، آج ہمیں ایک لیٹر ملا پیرامیڈ کس کی طرف سے، سارے ہاؤس کو ملا کہ اس پر ابھی تک عمل نہیں ہو سکا۔ ایک پورا سال گزر گیا، اس لئے لوگوں کا بجٹ کے اوپر اعتماد ہی نہیں رہتا، بجٹ Speech میں جو بات کی جاتی ہے، رواں سال میں اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اس لئے اسکی تحقیق کی جائے کہ وہ سروس سٹرکچر جو تھا وہ منظور ہوا تھا، کیبنٹ سے منظور ہوا تھا تو پورا ایک سال گزرنے کے باوجود اس پر کیوں عمل نہیں ہوا؟ سرکاری ملازمین اور پیرامیڈ کس، دونوں نے ان امور پر بڑی تشویش ظاہر کی ہے اور وہ ہم سے مسلسل رابطے میں رہتے ہیں کہ ہمارے سروس سٹرکچر کی بات کریں یا کلریکل سٹاف والے کہتے ہیں کہ ہماری اپ گریڈیشن کی بات کریں، گریڈ ہمارے اپ کئے جائیں۔ جناب والا، اس بجٹ میں ایک اور چیز کی کمی، ہزارہ ڈویژن کے تقریباً تمام اضلاع میں شدت سے محسوس کی گئی، یہ جو زلزلہ زدہ علاقے تھے، بجٹ میں صرف یہ تو اظہار کیا گیا کہ 18 اکتوبر 2005 کو ہولناک زلزلہ آیا لیکن بجٹ میں زلزلہ زدہ علاقوں کے بارے میں Further more کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم وہاں آج بھی جا کر دیکھیں تو بری حالت ہے، لوگ Shelter less ہیں، کچھ این جی اوز نے ایسے بے کار قسم کے Shelters وہاں پر دیئے جو حالیہ بارشوں کا بوجھ بھی برداشت نہ کر سکے اور لوگوں کی ایسٹ آباد ضلع میں، مانسہرہ میں، بگلرام میں، کوہستان میں، شانگلہ میں بہت بری حالت ہے تو اس پر ہم سب کو تشویش ہے، جس کیلئے اس بجٹ میں کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔ جناب والا، ایک چیز اور اس بجٹ میں قابل غور ہے، Indirect taxes کے اہداف مقرر کئے گئے، وہ، میں سمجھتا ہوں کہ محض بجٹ کا Volume بڑھانے کی خاطر بیرونی کرپسی نے یہ Figures دے دیئے ورنہ آپ پر اپرٹی ٹیکس کو دیکھ لیں، ایکسائز کی مد میں دیکھ لیں، جو پچھلے بجٹ کے اہداف تھے، ان میں سے کوئی ہدف بھی نہ صرف یہ کہ Meet نہیں کیا جاسکا بلکہ بہت کم، اس کا ہدف جو ہے، وہ رقم انکو ملی۔ آپ صرف پر اپرٹی ٹیکس کو دیکھ لیں کہ

2006-07 میں 320.83 ملین تھے اور حکومت کو Recovery صرف 218 ملین ہے یعنی Recovery %61 بنتی ہے۔ صوبائی ایکسائز کا ہدف تھا 36.665 ملین اور صرف 36 ملین سے 26 ملین روپے ملا اور یہ %51 ہدف تھا اسکا۔ اسی طرح Entertainment ڈیوٹی کا ہدف تھا 11 ملین روپے، صرف 4 ملین ملا۔ اس دفعہ اگر آپ دیکھیں تو ان سب کے اہداف جو پہلے سے مقرر شدہ تھے، وہ Meet نہیں کئے جاسکے بلکہ اب بہت زیادہ بڑھادیئے گئے، جس سے Over all، وہ تو آمدنی کی مد میں آ رہا ہے اور بجٹ کا Volume جو ہے، وہ بڑا نظر آتا ہے لیکن سچ یہ ہے کہ یہ پیسہ ملنا نہیں ہے حکومت کو اور بجٹ پہلے ہی پانچ ارب سے زائد خسارے کا ہے اور جب اس میں یہ ایڈیشن ہوگی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بارہ، چودہ ارب کے قریب خسارہ، اس بجٹ کا بن جائیگا، چونکہ اہداف اتنے زیادہ مقرر کر دیئے گئے ہیں اس بجٹ کے۔ جناب والا، اس میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ کالجز کیلئے بہت کم پیسے رکھے گئے ہیں، تقریباً ایک ملین یا کچھ، جس سے پورے صوبے کے کالجز کی ڈویلپمنٹ کی جائیگی۔ یہ رقم بہت کم ہے، اس میں اضافہ کرنا چاہیئے۔ اسی طرح ایجوکیشن، تعلیم اور لٹریسی جو ہے، اس کیلئے بھی 21305 ملین ہے، وہ تو صرف تنخواہوں کی نذر چلی جائے گی۔ باقی جو ڈویلپمنٹ بجٹ ہے، وہ 336 ملین ہے جس سے پورے صوبے کے جتنے بھی سکولز ہیں، ان کی حالت کو بہتر بنانے کیلئے یہ رقم، میں سمجھتا ہوں انتہائی ناکافی ہے۔ ٹیکنکل ایجوکیشن اور لائبریریز، ان دونوں کی اہمیت کو شاید اس بجٹ میں تسلیم نہیں کیا گیا اور (تالیاں) جناب سپیکر، اگر آپ دیکھیں تو لائبریریوں کیلئے صرف 15 ملین بجٹ کے اندر موجود ہے تو اس کو بھی بڑھانے کی ضرورت ہے اور ٹیکنکل ایجوکیشن، جس کی بہت زیادہ اہمیت ہے اس زمانے میں، کہ حکومت روزگار بھی نہیں دے سکتی اور لوگوں کے پاس یہی ایک طریقہ ہے کہ وہ ٹیکنکل اداروں میں جائیں اور مرکزی و صوبائی، ساری حکومتوں کی یہ کوشش ہے کہ ان اداروں کے اندر زیادہ سے زیادہ Facilities دی جائیں اور لوگوں کو لایا جائے لیکن ٹیکنکل ایجوکیشن کیلئے صرف 50 لاکھ روپے اس بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں جو میں سمجھتا ہوں

کہ بہت کم ہے۔ اسی طرح آئندہ مالی سال کیلئے دس ہزار تعلیم بالغاں کے مراکز کھولنے کا وعدہ کیا گیا ہے اس بجٹ میں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ ان تعلیم بالغاں کے مراکز کو کھولنے سے پہلے جو "نئی روشنی سکولوں" کا تجربہ تھا، اس سے ضرور استفادہ حاصل کیا جائے کہ اگر گورنمنٹ کی یہ سپرٹ ہے کہ یہ چلے اور ہونی بھی چاہیے کیونکہ اس پر اتنی خطیر رقم بھی صرف ہوگی لیکن "نئی روشنی" میں جو بھی ادارے تھے، وہ سارے فلاپ ہوئے اور اس پر جو پیسہ خرچ کیا گیا تھا وہ بھی ماضی میں ضائع ہو گیا تھا۔ باقی میں سمجھتا ہوں کہ جناب، جو All grievances تھے اس بجٹ کے حوالے سے، وہ آج میننگ میں بڑی خوش اسلوبی سے طے ہوئے اور میں یہ ضرور کہوں گا سر، کہ اس ایوان میں ہمیشہ، صوبے کے بہترین مفاد میں، جب بھی اور جہاں بھی گورنمنٹ کو سپورٹ کی ضرورت تھی، خواہ نیٹ ہائیڈل پرافٹ کا مسئلہ تھا، این ایف سی ایوارڈ کا مسئلہ تھا یا کوئی بھی ایسا مسئلہ تھا تو ہمیشہ اپوزیشن حکومت کے ساتھ یک زبان ہو کر کھڑی ہوئی اور مسائل کے حل کیلئے آگے بڑھی اور آئندہ بھی، ہمارے اپنے صوبے کی روایات ہیں کہ یہاں پر ہم پنجاب اور سندھ کی طرح کا کلچر اپنی اسمبلی میں قطعاً نہیں چاہتے لیکن ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ ہمارے حلقوں کا خیال رکھا جائے۔ اے ڈی پی کے اندر، میں سمجھتا ہوں کہ ایبٹ آباد کیلئے کوئی خاص بڑا منصوبہ نہیں ہے۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ جہاں جہاں کیلئے بھی ضرورت ہے، جس قسم کی بھی، ہمارے ایم پی ایز کی مشاورت سے ان کو بجٹ میں شامل کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ، جی۔

جناب سپیکر: تھینک یو، نسرین خٹک صاحبہ۔ (تالیاں)

محترمہ نسرین خٹک: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ اس سے پہلے کہ میں اس بجٹ کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کروں، میں سمجھتی ہوں کہ محترم جناب شراز خان کو اپنے پہلی Budget Speech کے موقع پر کم از کم مبارکباد ضرور دوں۔ کچھ خیال ایسا مجھے آیا کہ وہ آخری خبریں آنے تک وزیر ماحولیات اور جنگلات تھے، شاید انہوں نے یہ سمجھا کہ "جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا" تو وہ دل برداشتہ ہو کر،

انہوں نے کہا کہ چلیں اب صوبے کے خزانے کی طرف رخ کریں شاید کہ اس میں میں کچھ خدمت کر سکوں۔ جناب عالی! اگر دیکھا جائے تو یہ بجٹ جو ہے، یہ 5 بلین Deficit کا بجٹ ہے۔ بات یہ نہیں ہوتی ہے کہ کوئی بجٹ Deficit ہو، سرپلس ہو، اضافی ہو، خسارے کا ہو، ہمیں ذرا سا وسیع نظر سے دیکھنا چاہیے لیکن جہاں پہ پر اہم آرہا ہے، وہ یہ ہے کہ حکومت نے خود اعتراف کیا ہے کہ ورلڈ بینک کی کریڈٹ کا انتظار ہے۔ اب دیکھیں، جب تک پیسہ خزانے میں نہ آیا ہو تو وہ ایک ہوائی بات ہوتی ہے، اب فرض کریں وہ نہ آئے تو یہ 5 بلین جو ہے، وہ ہو سکتا ہے 10 بلین تک چلا جائے تو پھر کیا ہوگا، وہ میرے خیال میں، جناب سپیکر صاحب، آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

جناب سپیکر: بجٹ تو نام ہے، Presumptions کا۔

محترمہ سرین خٹک: اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس خسارے کو کم کرنے کیلئے ایک واضح پالیسی دکھانی تھی، اس Budget Speech میں کہ Cuts & expenditure کیسے آئینگے، وہ میرے خیال میں نہیں ہے، بہر حال ابھی بھی مشاورت کے دروازے کھلے ہیں، اگر کچھ ہم لوگوں سے پوچھا جائے تو ہم تعمیری تنقید کرنے کیلئے تیار ہیں۔ جناب عالی، اگر آپ دیکھیں Page 4 کو، بجٹ کی تقریر میں ترجیحات کا تعین کیا گیا ہے جس میں اچھی ترجیحات دی گئیں ہیں، یہ تقریباً آٹھ ہیں اور Second last ترجیح دی گئی ہے: "ترقی نسواں کیلئے ٹھوس اقدامات"۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں گزارش کرونگی کہ ان ترجیحات کو Second last سے Top priority دی جائے کیونکہ یہ آبادی کا نصف حصہ ہے۔ جناب عالی، آپ اگر دیکھیں تو یہاں پر یہ جونیٹ ہائیڈل پرافٹ کا کل حجم ہے، 79 بلین، اس کا 50 بلین چوبیس اضلاع میں ضروریات کے تحت تقسیم ہونے کی بات ہوئی ہے تو ضروریات کی ترجیحات کا تعین کیا جائے کہ ان ترجیحات کا تعین کس بنیاد پر کیا جائیگا؟ پھر افسوس کے ساتھ کہتی ہوں کہ بجٹ کی Speech میں اسی مد میں خواتین کے بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا کہ ان ترجیحات میں خواتین کی

بہود کیلئے کیا حصہ ہوگا؟ تو گزارش یہ ہے کہ یہ بھی کیا جائے۔ اب آپ دیکھیں جناب سپیکر صاحب، Page 9 پر یہ فرمایا گیا ہے کہ 135 پلاٹ جو ہیں، یہ اچھی بات ہے، کہ سرکاری ملازمین کو 135 پلاٹ دیئے جائینگے اور ان میں ریٹائرڈ افسروں کے اور ان کے بیواؤں کے بھی ہونگے۔ یہ اچھی بات ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ نہ صرف اس میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے بلکہ یہ جو میڈیا کالونی کا اعلان کیا گیا ہے، اس پر بھی عملی اقدامات جلد از جلد ہو۔ پھر جناب سپیکر صاحب، اگر آپ دیکھیں تو یہ جو صفحہ ہے Endowment Fund کا، اس میں 100 ملین کی خطیر رقم، اس مد میں اس کی Allocation دی گئی ہے، اچھی بات ہے Endowment Fund میں، لیکن جناب سپیکر صاحب، آج بھی ہسپتالوں میں اگر دیکھا جائے تو میڈیسنز وہاں پہ نہ ہونے کے برابر ہیں تو یہ Endowment Fund ضروری ہے کہ یہ جو میڈیسنز کا ذکر کیا گیا ہے، اس کو بالکل ایک، اس قسم کی Serious نظر سے دیکھا جائے، یہ جو 10 ملین لکھا گیا، حکومت نے خود Budget Speech میں کہا ہے کہ ہم ادویات بھی فراہم کریں گے Hospital میں، ادویات کی فراہمی میں عوام کو شکایات ہیں تو Kindly خدا را اس کی طرف ذرا توجہ دی جائے۔ پھر ایک اچھا اقدام آیا سوشل سیورٹی سپورٹ کے بارے میں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر صاحب، میں بر ملا کہنا چاہتی ہوں کہ زکوٰۃ کی مد میں آج بھی ایسی کمیٹیاں ہیں، جہیز کمیٹی، جس میں خواتین کی ممبر شپ نہیں ہے۔ میں خود پراونشل اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی کی ممبر ہوں اور یہ ایک بہت غلط اقدام ہے کہ خواتین کی عدم موجودگی کو ابھی بھی برداشت کیا جا رہا ہے اور کوئی ٹھوس اقدام نہیں کیا جا رہا ہے۔ تو جناب سپیکر صاحب، میں سمجھتی ہوں کہ یہ محکمہ زکوٰۃ کے 474 ملین کو اچھے طریقے سے Disburse کرنے کیلئے خواتین کی ممبر شپ ضروری ہے۔ پھر محکمہ ہاؤسنگ کی طرف آپ دیکھیں، یہاں اس Budget Speech میں وزیر خزانہ نے فرمایا کہ سرکاری ملازمین اور تمام شہریوں کو مکان فراہم کئے جائینگے، تمام شہریوں کو اگر مکان فراہم کئے جائینگے تو ان کیلئے 15.24 ملین کی رقم دی گئی ہے، اس میں کہاں تمام شہری

Fit in ہو سکتے ہیں؟ میرے خیال میں اس میں ایک خاطر خواہ اضافے کی ضرورت ہے۔ یہ 15.24 ملین، تمام شہریوں کو مکان کی مد میں، کم از کم مجھے تو سمجھ نہیں آئی۔ اب آپ سماجی بہبود اور ترقی خواتین کا، یہ Page 37 پہ ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں، انہوں نے Budget Speech میں لکھا ہے کہ 60 ملین کی خطیر رقم کی Allocation ہے اور پھر خود فرماتے ہیں کہ 555 خواتین کو اس سے فائدہ حاصل ہوگا۔ کہاں پہ 60 ملین اور کہاں 555 خواتین؟ ذرا آپ دیکھ لیں۔ اب جناب سپیکر صاحب، زراعت جو ہے، وہ ریڑھ کی ہڈی ہے، نہ صرف ہمارے ملک کی، بلکہ ہمارے صوبے کی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں 246 ملین کی جو Allocation کا ذکر کیا گیا ہے، عجیب و غریب بات ہے کہ اس میں جہاں ٹریننگ کی بات آتی ہے، وہاں پر Farmers کی ٹریننگ تو خیر، خواتین کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے زراعت میں، وہ کام کاج میں حصہ لیتی ہیں۔ تو میرے خیال میں خواتین کی بھی ٹریننگ بہت ضروری ہے اور عجیب بات ہے کہ اس میں ایک روپیہ بھی نہیں لکھا گیا کہ ان کی ٹریننگ کیلئے دیا جائیگا۔ پھر جناب سپیکر صاحب، ماحولیات، چونکہ شہر از خان صاحب پہلے بھی ماحولیات کے وزیر رہ چکے ہیں، 23.58 ملین، یہ فرماتے ہیں کہ سائنسی بنیاد پر کوڑا کرکٹ اٹھایا جائیگا۔ اب وہ کونسے سائنٹیفک طریقے ہیں، آج تو ہم ہر جگہ کوڑا کرکٹ دیکھتے ہیں اور اس میں کوئی ریلیف نہیں ہے۔ ایک اور اچھا اقدام ہے، جہاں پہ یہ فرماتے ہیں کہ جو بیوہ خواتین ہیں، ان کو ریلیف ملے گا، ریلیف اقدامات میں انہوں نے کہا ہے پر جناب عالی، جس گھر میں بیوہ خواتین رہتی ہیں وہ ٹیکس سے مستثنیٰ نہیں ہیں تو اس پالیسی پہ اگر حکومت تھوڑی سی نظر ثانی کر دیں تو بہتر ہوگا کیونکہ یہ تو میرے خیال میں اگر آپ، یہ جو آپ نے سٹینڈ ڈیوٹی کی شرح میں کمی کی ہے، اچھی بات کی ہے۔ یہ ایک اچھا اقدام ہے لیکن بہتر طور پر یہ ہوگا کہ آپ پلیزی یہ جو بیوہ خواتین ہیں، ان کی بھی گھروں میں اگر آپ ریلیف دے سکتے ہیں تو وہ اچھا ہوگا۔ آخر میں جناب سپیکر صاحب، میں یہ پھر واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ یہ بظاہر پانچ بلین کے خسارے کا بجٹ ہے لیکن ڈر اور خوف یہ ہے کہ جو اعلان کیا گیا ہے کہ آنے والے کل میں ہم قرضہ جات کے تحت اس

خسارے کو پورا کریں گے۔ اگر وہ رقم نہ آئی تو یہ پانچ جو ہے، یہ دس ہو جائیگا اور اللہ وہ دن نہ لائے، ہم کہیں قرضوں کی فاقہ مستی کے زمرے میں نہ آجائیں۔ ہم تعاون کرنے کیلئے تیار ہیں بشرطیکہ اگر ہمارے ساتھ مشاورت کی جائے۔ بہت شکریہ جی۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان، اس سائیڈ پہ آپ آجائیں۔

جناب سپیکر: کل کیلئے میرے خیال میں اگر لیڈر آف دی اپوزیشن، آپ خود فیصلہ کریں، چار پانچ Speeches اگر اس طرف سے ہوں تو میرے خیال میں پھر Accommodate ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: آپ اگر ہمیں اجازت دیں، کل کیلئے اگر اجازت دیں، Speech کیلئے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا اور اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب! آپ بھی کل کریں گے؟

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: جی ہاں۔

جناب سپیکر: اچھا، تو لیڈر آف دی اپوزیشن تقریر نہیں کریگا، میرے خیال میں۔ (قہقہے)

شہزادہ محمد گستاپ خان: میں کل کرونگا، سر۔

جناب سپیکر: اچھا کل، یعنی مطلب یہ ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن، عبدالاکبر خان، قلندر خان لودھی اور اسرار اللہ خان گنڈاپور، قاضی صاحب! آپ بھی؟ پانچ۔ اچھا بس، اتنے کل کریں گے۔ اس سائیڈ سے، میرے خیال میں آصف اقبال داود زئی صاحب اور فنانس منسٹر صاحب ہے۔ اچھا، یہ نام لکھ لیں اس سے مزید گنجائش نہیں ہوگی۔

سید مظہر علی شاہ: جناب سپیکر! جناب سپیکر! ہم بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ بھی کریں گے۔

محترمہ یاسمین خان: سپیکر صاحب! میں نے بھی کرنی ہے۔

جناب نادر شاہ: سپیکر صاحب! لبرہ موقع مونبرہ ہم را کری کنہ؟
جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! گورنمنٹ کو Speech کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جواب تو منسٹر
صاحب دینگے۔ سر، ان کی کیا ضرورت ہے۔
جناب سپیکر: قاضی صاحب! آج آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں؟
قاضی اسد: نہیں جی۔
جناب اسرار الحق: دوہ دوہ منہ دے تھو لو لہ ور کری نواو بہ کری۔
جناب سپیکر: بس جتنے Accommodate ہو سکتے ہیں۔ اچھا اجلاس کو کل صبح ساڑھے نو بجے تک کیلئے
ملتی کیا جاتا ہے۔

(ا سبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 22 جون 2007 صبح 9.30 بجے تک کے لئے ملتی ہو گیا)